عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۹ | یکم تا ۷/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/فروری ۲۰۱۰ء | شمارہ:۷

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے

پھر سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

محمد ﷺ ولادت سے بعثت تک

حضور اکرم ﷺ کا مقام و مرتبہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

مولانا سعید احمد جلال پوری

ذاتی کاروبار میں بہن، بھائیوں کا حصہ

فدا محمد، کوئٹہ

س:...... ہم چھ بھائی ہیں، ماں اور باپ دونوں زندہ ہیں، باپ کا کھاتے ہیں اور سب باپ کے ہی بنائے ہوئے گھر میں رہائش پذیر ہیں، ان حالات میں ہمارے بڑے بھائی نے دوسروں سے ادھار لے کر اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا، اس کاروبار سے بڑے بھائی نے کافی منافع کمایا اور جائیداد بنائی، آج تک بڑا بھائی باپ کے ہی گھر میں رہتا ہے اور گھر کا زیادہ خرچہ باپ ہی پورا کرتا ہے، بڑے بھائی نے آج تک باپ کو ایک روپیہ نہیں دیا ہے، جو کماتا ہے اسی سے اپنے کاروبار کو وسعت دیتا رہتا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعد دوسرے بھائیوں کا اس بڑے بھائی کے ذاتی کاروبار میں حصہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ازروئے شریعت اس مسئلے کا حل کیا ہے، ہمارے مسئلے کا جواب ہمیں تحریری طور پر ارسال کریں تاکہ ہم بھائی اور دیگر افراد وراثت کو صحیح طریقہ سے تقسیم کرسکیں۔

ج:...... اگر بڑے بھائی نے قرض لے کر اپنا الگ کاروبار کیا ہے تو وہ اس کا ذاتی ہے، باپ کی وفات کے بعد اس میں دوسرے بہن بھائیوں کا کوئی حصہ نہ ہوگا، جس طرح دوسرے بہن بھائی والد کے ساتھ رہتے اور کھاتے پیتے ہیں، اسی طرح اگر بڑا بھائی کھاتا پیتا اور رہتا ہے اور باپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تو چھوٹے بھائیوں کو بھی اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

گھریلو پریشانیوں کا حل

بشیر احمد، ڈنمارک

س:...... گزارش خدمت یہ ہے کہ ہم اپنے تین بچوں کے ساتھ ڈنمارک میں رہتے ہیں، اسماء بشیر بیٹی، نعمان بشیر بیٹا اور عمران احمد اپنے بڑے دونوں بچوں کی شادی کی کوشش کرتے ہیں تو بات بنتے بنتے رہ جاتی ہے، کیا وجہ ہے کہ کسی نے رکاوٹ یا باندھ تو نہیں کی ہوئی؟

ج:...... رشتہ کے عمل کا پرچہ بھیج رہا ہوں، اس پر عمل کریں انشاء اللہ رشتہ ہوجائے گا۔

س:...... چھوٹا بیٹا عمران احمد آٹھویں کلاس تک ٹھیک ٹھاک پڑھتا رہا ہے، چودہ سال کا ہوتے ہی یہ بُری سوسائٹی میں پھنس کر تباہ ہوگیا ہے، جوں توں کر کے اس نے ایف اے تک پڑھا ہے، شراب، نشہ، گندی لڑکیوں کا پیچھا کرنا، اس کا کام ہے، اب تو اسے ٹی بی بھی ہوگئی ہے، اسے اپنی صحت کا بھی خیال تک نہیں، ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں جاتا، اس کا کوئی فیوچر نہیں، کوئی بات نہیں سنتا، کوئی اچھی نصیحت یا اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو جواب میں وہ گالیاں بکتا ہے اور ہر بات کے جواب میں کہتا ہے: ''میں نے یہ بکواس نہیں سننی یا بکواس نہ کریں'' اب ایک وحشی عورت کے پیچھے پڑا ہوا ہے، بڑی ہی گندی عورت ہے، برائے مہربانی کوئی ایسا وظیفہ بتایئے تاکہ اس وحشی سے مکمل طور پر چھٹکارا مل جائے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ اس سے متنفر ہوجائے؟

ج:...... اس خاتون اور بیٹے کی نفرت کا تصور کر کے روزانہ پڑھا کریں: ''**والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء**'' رات کو ایک سو ایک بار پڑھا کریں، انشاء اللہ اس عورت سے جان چھوٹ جائے گی، نیز آپ چلتے پھرتے کثرت سے درود شریف پڑھا کریں، نمازوں اور تلاوت کا اہتمام کریں۔

س:...... میرے بڑے ہی خوبصورت بچے ہیں، لگتا ہے کسی حاسد کی نظر کھا گئی ہے؟

ج:...... بہت ممکن ہے کسی کی نظر لگ گئی ہو، مگر میں سمجھتا ہوں یہ کوئی نظر نہیں بلکہ آپ حضرات نے شروع میں اس کی تربیت میں جو بے توجہی برتی ہے اس کی ''برکت'' ہے۔

Powered by : www.khatm-e-nubuwwat.info

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ — یکم تا ۷ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/فروری ۲۰۱۰ء — شمارہ:۷

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پھر سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے	۷	مولانا محمد امجد قاسمی ندوی
محبت رسولؐ... ایمان میں سے ہے	۱۱	ترجمہ: ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
موجودہ حالات، ہماری ذمہ داریاں...	۱۵	مولانا محمد حنیف جالندھری
محمد عربیؐ... ولادت سے بعثت تک	۱۷	مفتی شعیب احمد مظاہری
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور مقام	۲۱	مولانا حسین احمد
آداب طعام	۲۳	قاضی اختر حسین
تفسیر خاتم النبیین	۲۵	شیخ محمود الحسن

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

قیامت کے دن کی پیشی

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کی تین پیشیاں ہوں گی، پہلی دو پیشیوں میں تو بحث، جھگڑا اور عذر معذرتیں ہوں گی، اور تیسری پیشی نامۂ اَعمال (کے نتائج) ہاتھوں میں پکڑائے جائیں گے، پس کوئی داہنے ہاتھ میں لے گا، اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۵)

یعنی پہلی دو پیشیوں میں تو یہ ہوگا کہ جب مجرموں کے سامنے ان کے نامۂ اعمال پیش کئے جائیں گے تو وہ انکار و گریز کی کوشش کریں گے، کبھی یہ کہیں گے کہ: ''یہ ہمارے اعمال ہی نہیں! ہمارے نام جھوٹ موٹ لکھ دیئے گئے ہیں'' کبھی کہیں گے کہ: ''ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، ہم تو بالکل بے خبر تھے'' کبھی کہیں گے کہ: ''ہمارے بڑوں نے ہمیں گمراہ کیا، ہم تو ان کے تابع تھے، ہمارا کوئی قصور نہیں!'' کبھی کہیں گے کہ: ''ہمیں دُنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے، ہم نیک اور فرمانبردار بن کر آئیں گے۔''

الغرض! اس طرح سو، سو عذر اور بہانے کرکے جان بچانے کی کوشش کریں گے، مگر یہ سارے بہانے بے کار جائیں گے، اور ان کی ساری کٹ حجتیوں کو ایک ایک کرکے توڑ دیا جائے گا، بالآخر جب مجرموں کے پاس کوئی حجت باقی نہیں رہے گی تو تیسری پیشی میں ہر ایک کی قسمت کا آخری فیصلہ کردیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار بندوں کو نہایت عزّت و اِکرام کے ساتھ جنت کا پروانہ ان کے دائیں ہاتھ میں عطا کیا جائے گا، جسے پڑھ کر وہ باغ باغ ہوجائیں گے اور ساری کلفتیں اور مشقتیں بھول جائیں گے، اور مجرموں اور نافرمانوں کو لعنت کا طوق پہنا کر ان کی سزا کا فیصلہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ بصد ذلت و خواری واصلِ جہنم ہوں گے۔

اَللّٰھُمَّ نَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ!

''حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جس شخص سے حساب میں مناقشہ کیا گیا، وہ ہلاک ہوگیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں: ''سو جس کو ملا اعمال نامہ اس کا داہنے ہاتھ میں تو اس سے حساب لیں گے آسان حساب۔'' (الانشقاق:۸، ترجمہ شیخ الہند) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد اعمال نامہ پیش ہونا ہے۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شبہ یہ تھا کہ آیتِ کریمہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کا حساب آسان ہوگا وہ رحمت و مغفرت کا مورد ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا بھی حساب ہو، وہ ہلاک ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ آیتِ کریمہ میں جس آسان حساب کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ بندے کا اعمال نامہ اس کے سامنے پیش کرکے (کہ تو نے فلاں فلاں وقت، فلاں فلاں اعمال کئے) اس سے چشم پوشی و درگزر کا معاملہ کیا جائے، اس کے کسی عمل پر کوئی بحث اور بازپُرس نہ کیا جائے کہ یہ کیوں کیا؟ یا کیوں نہیں کیا؟ لیکن جس شخص سے یہ بازپُرس ہوگئی وہ مارا گیا۔ کیونکہ اس بازپُرس کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔ پہلی صورت حسابِ یسیر (آسان حساب) کی ہے، اور دُوسری صورت مناقشہ کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کتبِ حدیث میں بہت سے طرق اور مختلف الفاظ میں مروی ہے، مسندِ احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نماز میں دُعا مانگتے سنا: ''یا اللہ! مجھ سے آسان حساب لیجئے'' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یسیر (آسان حساب) کیا ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ بندے کا نامۂ عمل پیش کیا جائے، پھر (بغیر کسی جرح کے) اس سے درگزر کی جائے، عائشہ! اس دن جس کے حساب میں مناقشہ ہوا وہ مارا گیا۔

بزار اور طبری کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: آسان حساب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یہ ہے کہ بندے کے گناہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں، پھر ان گناہوں پر اس سے (بازپُرس نہ کی جائے بلکہ) درگزر کا معاملہ کیا جائے۔ (فتح الباری)

صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ مؤمن کو قریب کریں گے پس اپنا پردہ اس پر ڈال کر اس کو چھپادیں گے، پھر اس سے فرمائیں گے: تم جانتے ہو تم نے فلاں فلاں گناہ کئے تھے؟ وہ عرض کرے گا: ہاں اے رَبّ! (واقعی یہ گناہ میں نے کئے تھے)، یہاں تک کہ وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا اور یہ سمجھے گا کہ وہ ہلاک ہوگیا، تو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرمائیں گے کہ: میں نے دُنیا میں تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈالے رکھا اور آج تیرے یہ گناہ معاف کرتا ہوں۔ تب اس کی نیکیوں کا پروانہ اسے عطا کیا جائے گا (یہ تو بندۂ مؤمن سے معاملہ ہوگا)۔ باقی رہے کفار و منافقین تو سب کے سامنے ان پر یہ منادی کی جائے گی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رَبّ پر جھوٹ بولا تھا، سنو! اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ظالموں پر۔ (مشکوٰۃ ص:۴۸۵)

ان اَحادیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن کریم آقا کا معاملہ ہر شخص کے ساتھ اس کے حسبِ حال ہوگا، بعض سعادت مندوں کے بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کئے جانے کا اعلان فرمادیا جائے گا، بعض کے ساتھ حسابِ یسیر کا معاملہ ہوگا کہ ان کا نامۂ عمل ان کے سامنے پیش کرکے ان سے عفو و مغفرت کا معاملہ فرمایا جائے گا۔

بعض کے ساتھ مزید لطف و احسان یہ ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کرکے فرمایا جائے گا کہ: ''ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا جائے۔'' اس بے پایاں فضل و احسان کو دیکھ کر بندہ بے اختیار پکار اُٹھے گا کہ: ''یا اللہ! میرے بڑے بڑے گناہ تو ابھی باقی ہیں، وہ تو ابھی پیش ہی نہیں ہوئے۔'' سبحان اللہ! کیا شانِ کرم ہے کہ گناہ گاروں کو ان کے قصوروں پر سزا کے بجائے اِنعام مل رہا ہے، اور مجرم نشۂ رحمت سے سرشار ہوکر اپنے جرائم کا خود اِظہار کر رہے ہیں، ولنعم ما قال الشیخ الشیرازیؒ:

وگر در دہد یک صلائے کرم
عزازیل گوید نصیبے برم

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

پھر سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

آج سے چار سال پیشتر ہالینڈ، ڈنمارک اور ناروے وغیرہ یورپی ممالک کے بدقماش آرٹسٹوں، حیاباختہ اخباروں اور ان کے بے ضمیر مالکان نے توہین رسالت پر مبنی گستاخانہ خاکے بنانے اور شائع کرنے کی ناپاک وگھناؤنی جسارت کی تھی، بلاشبہ اس بے باکی وگستاخی کے خلاف مسلم عوام اور مسلمان ممالک نے بھرپور مذمت کی اور اس غلیظ وتوہین آمیز گستاخی کے خلاف شدید احتجاج کیا، نیز اس کے خلاف جہاں دنیا بھر کے انصاف پسند غیر مسلم حلقوں اور مسلم عوام نے احتجاجی جلسے، جلوس کیے، ریلیاں نکالیں، ریزولیشن پاس کیے، اور متعلقہ سفارت خانوں کو احتجاجی مراسلے لکھے، یادداشتیں پیش کیں، وہاں مسلم زعما، دینی، مذہبی اور سیاسی راہنماؤں نے مسلمانوں اور امت مسلمہ کو اس طرف متوجہ کیا کہ اس دریدہ دہنی کا علاج یہ ہے کہ گستاخ ممالک کا معاشی، اقتصادی اور تجارتی مقاطعہ کیا جائے اور ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے اور ان کی خرید، فروخت اور استعمال سے نفرت وبیزاری کا اظہار کیا جائے۔ چنانچہ مسلم عوام نے دینی، مذہبی اور ملی غیرت اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ لگاؤ، محبت، عقیدت کا پاس کرتے ہوئے ایسے تمام ممالک کی مصنوعات کی نہ صرف امپورٹ روک دی بلکہ درآمد شدہ تمام اسٹاک بھی اپنی دکانوں، اسٹوروں اور گوداموں سے نکال باہر کیا، جب ان ممالک کی اقتصادیات پر زد پڑی تو ان کا دماغ درست ہونے لگا اور انہوں نے اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرنا شروع کردی اور نام نہاد معافی کی آوازیں بھی آنے لگیں، مگر افسوس کہ مسلم عوام نے اسی کو کافی جانتے ہوئے نہ صرف ان ممالک سے دوبارہ پینگیں بڑھانا شروع کردیں بلکہ حسب سابق ان کی مصنوعات کی درآمد بھی شروع کردی، جس سے ان کی مصنوعات کے خلاف نفرت کے جذبات ماند پڑنے لگے، تا آنکہ ان ملعونوں نے مسلمانوں کی غفلت، بے توجہی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا شروع کردیا اور پھر سے توہین آمیز خاکے شائع کرنے لگے۔ چنانچہ گزشتہ کئی دنوں سے ان بدقماشوں نے توہین آمیز خاکے پھر سے شائع کرنا شروع کردیے ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ مسلمان اپنے دین، شریعت، مذہب، نبی، رسول، کتاب اور سنت، بلکہ امت مسلمہ کے خلاف دشمن کی شرارتوں اور خباثتوں کو بہت جلد بھول جاتے ہیں، لیکن دوسری طرف ان کا دشمن ان کو اور ان کے دین ومذہب اور نبی ورسول کی دشمنی اور عداوت کو اپنے دل ودماغ سے نکالنے کے لئے قطعاً آمادہ اور تیار نہیں، یہی وجہ ہے کہ مسلمان تو ان کی شرارتوں، خباثتوں، گستاخیوں اور دریدہ دھنیوں کے خلاف وقتی احتجاج اور کچھ دن کے ہو، ہا کے بعد خاموش ہوجاتے ہیں، مگر وہ بد باطن اپنے خبث باطن کا اظہار کرنے سے باز نہیں آتے، بلکہ وہ مسلمانوں کے قلوب واذہان کو چھلنی کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان بھی ان ازلی بدبختوں کی شرارتوں اور گستاخیوں کے سدباب کے لئے کوئی دیرپا اور مستحکم حکمت عملی اپنائیں اور ان کی شرارتوں پر نگاہ رکھیں تاکہ ان کی عداوت وعدوان کے سوتے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہوجائیں۔

ملکی وبین الاقوامی حالات، مسلمانوں کی بے کسی، بے بسی، بزدلی، کمزوری اور اغیار کے لئے لقمہ تر کی ان کی حیثیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاکم بدہن اس

وقت پاکستان میں عیسائیت ولادینیت کے تسلط کا قریب قریب وہی دور واپس آ گیا ہے جو آج سے تقریباً تین سو سال قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے متحدہ ہندوستان پر پنجے گاڑنے کے وقت تھا، چنانچہ اس وقت ایک طرف اگر دنیا بھر میں مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے تو دوسری طرف عملی طور پر ہندوستان میں مسلمان، عیسائیت کے استبدادی پنجہ میں جکڑے ہوئے تھے، ہندوستان بھر میں عیسائی مشنریاں دندناتی پھرتی تھیں اور مسلمانوں کے دین وایمان پر حملے ہورہے تھے اور مسلمانوں کے قلب وذہن کو چھلنی کیا جارہا تھا۔

کچھ یہی حال اس وقت بھی ہے کہ ایک طرف اگر دنیا بھر میں مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں تو دوسری طرف پاکستان میں عملی طور پر عیسائی پالیسی ہم پر مسلط ہے، کہیں ہم پر ڈرون حملے ہورہے ہیں تو کہیں بلیک واٹر کے خطرات ہیں، کہیں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ہے تو کہیں قانون توہین رسالت کے خاتمہ کی بات ہورہی ہے، کہیں عیسائی مشنریاں سرراہ عیسائیت کی تبلیغ کررہی ہیں تو کہیں عیسائی نمائندے راہ چلتے مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر عیسائی لٹریچر تھمارہے ہیں، حد تو یہ ہے کہ بعض مساجد اور مدارس میں عیسائی مشنریاں خفیہ طور پر اور خاموشی سے عیسائی لٹریچر پھینک رہی ہیں۔ لہٰذا اس وقت پوری امت مسلمہ کو بیدار ہونے اور عیسائیت کے خلاف میدان سنبھالنے کی ضرورت ہے اور ایسے تمام گستاخ عیسائی ممالک یا گستاخانہ خاکوں کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف بھرپور اور منظم انداز میں آواز اٹھانے کی ضرورت ہے، اگر وہ بدباطن اپنی روش بد سے باز نہ آئیں تو مسلم راہنماؤں پر لازم ہے کہ ایسے تمام ممالک سے سفارتی تعلقات ختم کرکے ان کے سفیروں اور سفارتی عملہ کو نکال باہر کریں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چار سال قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی میں منعقدہ ہونے والا ”تحفظ ناموس رسالت مارچ“ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے گستاخانہ خاکے شائع کرنے والوں کے علاج کے سلسلہ میں جو کچھ فرمایا تھا، اسے دوبارہ نقل کردیا جائے، ملاحظہ ہو:

”نبی کی شان میں گستاخی کی سزا موت ہے، جو غازی علم دین شہیدؒ نے دی تھی، ہمیں اس اجتماع میں یہ اقرار کرنا چاہئے کہ ہم گستاخ رسول ممالک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، جوان گستاخ رسول ممالک کی مصنوعات کو استعمال کرے گا وہ نبی اور اس کے دین کے ساتھ غداری کا مرتکب ہوگا، جن ممالک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، ہم ان ممالک کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہیں، ہم نے اس مسئلے کو بھی او آئی سی میں اٹھانے کی کوشش کی ہے تاکہ تمام انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزادی جائے، یورپ کی گستاخی کے جواب میں سارے عالم اسلام کا ایک ہی جواب ہے، وہ یہ کہ تحفظ ناموس رسالت پوری امت اسلامیہ کا مسئلہ ہے، اس حرکت نے پورے عالم اسلام کو متحد کردیا ہے، عوام کی جانب سے اگر دباؤ برقرار رہے گا تو دنیا بھر میں توہین رسالت سے متعلق قانون بن کر رہے گا اور انبیاء کی شان میں گستاخی سے متعلق قانونی تیاری ہوچکی ہے، جب تک مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا، ہماری تحریک جاری رہے گی، مگر یہ تحریک پرامن رہنی چاہئے۔“ (ہفت روزہ ختم نبوت، ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۰۶ء، ج:۲۵ ش:۱۰)

اسی طرح ہمارے ملک کے بڑوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ انہوں نے امریکا بہادر کو جس طرح اپنے اوپر مسلط کر رکھا ہے یا جس طرح انہوں نے اس کو سفارت خانہ اور اپنی ایجنسیوں کے لئے کھلی چھوٹ دے رکھی ہے، یہ سارا اسی کا کرشمہ ہے کہ ایک طرف روز بروز مسلمان ذہنی اور نفسیاتی طور پر مغلوب ہوتا جارہا ہے اور دوسری طرف عیسائی درندے، عیسائی مشنریاں اور گستاخان دین ومذہب غلبہ اور قوت پکڑتے جارہے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دینی، مذہبی اور سیاسی جماعتوں اور ان کے ذمہ داران کا فرض ہے کہ جس طرح پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ان کی ذمہ داریوں میں داخل ہے، اسی طرح اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی ان کے فرائض میں شامل ہے، جس طرح خدانخواستہ اگر ملک کی جغرافیائی سرحدیں مخدوش ہونے پر ملک کی بقا کو خطرات لاحق ہوجاتے ہیں ٹھیک اسی طرح اس کی نظریاتی سرحدوں کے مخدوش ہونے پر بھی ملکی بقا مخدوش ہوجائے گا۔ خدا کرے ہماری معروضات صدا بصحرا ثابت نہ ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے

مولانا محمد امجد قاسمی ندوی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت، بے ادبی اور گستاخی کی جو رذیل حرکتیں مغربی دنیا کی سرپرستی میں کچھ عرصے سے بڑے زور شور سے جاری ہیں، ملت اسلامیہ کا ہر فرد ان کی وجہ سے اضطراب کا شکار ہے، ہر مسلمان کے دل میں ایک ہیجان ہے، ایمان کی چنگاری جو کبھی حالات کے دباؤ اور تہذیب حاضر کے زیر اثر آ کر دب جاتی ہے، پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی حرکتیں دیکھنے اور سننے کے بعد شعلہ جوالہ بن گئی ہے اور ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے سامنے یہ سوال آ کھڑا ہوا ہے:

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

پیغمبر اسلام علیہ السلام جنہوں نے اپنی پوری حیات مبارکہ میں ہر لمحہ محنت کر کے ایک عجیب و غریب انقلاب پیدا کیا، انسانیت کو جاہلیت اور ضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم و ہدایت کا نور عطا کیا، پوری دنیا کو امن، رحمت، سلامتی، انسانیت نوازی اور ایثار و مساوات کا درس دیا، قرآن نے انہیں ''رحمۃ للعالمین'' قرار دیا، خود انہوں نے اپنا تعارف ''انا رحمۃ مہداۃ'' (میں خدا کی رحمت ہوں جو دنیا والوں کے پاس بطور تحفہ بھیجی گئی ہے) کے الفاظ سے کرایا، انہوں نے دنیا کو احترام انسانیت کا اصول عطا کیا اور اپنے حسن اخلاق کی قوت سے دل فتح کر لئے، آج کچھ گستاخوں کی بدزبانیوں کی وجہ سے پوری ملت اسلامیہ کا جوش ایمانی ابھر آیا ہے، دنیا کے ہر حصے میں ہر سطح پر ہونے والے مظاہرے، احتجاجی جلسے اور اجتماعات اہل اسلام کی اسی ایمانی حمیت و غیرت کا ثبوت ہیں جو انہیں صحابہ کرامؓ، اسلاف و اکابر اور مجاہدین اسلام سے ورثے میں ملی ہے، گویا تاریخ اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کردار

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ نے اسلام لانے سے قبل حضرت ابوبکرؓ کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ایسی بات کہی جس سے بے ادبی ہوتی تھی، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کی ایمانی حمیت اور پیغمبرانہ عقیدت جوش میں آ گئی اور انہوں نے بلا تاخیر اپنے والد کو ایک طمانچہ رسید کر دیا، طمانچہ اتنے زور کا تھا کہ ان کے والد زمین پر گر پڑے، حضرت ابوبکرؓ جن کا خاص امتیاز زبان نبوت میں ''ارحم امتی بامتی ابوبکر'' (میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل انسان ابوبکر ہیں) کے الفاظ سے بیان ہوا ہے، مگر شان رسالت میں گستاخی کا ایک کلمہ خواہ سگے باپ کی زبان سے ہی کیوں نہ ہو انہیں مطلق برداشت نہ ہوا۔ (معارف القرآن: ۳۵۴/۸)

حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ کا کردار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عمرو بن العاص مصر کے گورنر تھے، وہاں مقیم عیسائیوں سے جان، مال اور عزت آبرو کے تحفظ کا معاہدہ تھا، حضرت عمروؓ ذمی عیسائیوں کی خاص خبر گیری کرتے تھے اور اس کا اہتمام کرتے تھے کہ ان کا تحفظ رہے اور کوئی گزند نہ پہنچے، ایک بار دوران مجلس ایک عیسائی سردار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے دی، حضرت غرفہؓ وہاں موجود تھے، انہیں اس اہانت رسول پر بڑا طیش آیا اور انہوں نے اس گستاخ کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ رسید کیا، عیسائیوں نے حضرت عمرو بن العاصؓ تک شکایت پہنچائی، حضرت غرفہؓ کو طلب کیا گیا، انہوں نے پوری صورت حال بتائی اور واضح کیا کہ ہمارا ان عیسائیوں سے معاہدہ ضرور ہے، مگر یہ ملحوظ رہے کہ ہم اپنی، اپنے والدین کی، اپنے اقربا کی تذلیل و توہین گوارا کر سکتے ہیں مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین قطعاً گوارا نہیں کریں گے، حضرت عمروؓ نے کہا: '' بے شک غرفہ! تم ٹھیک کہتے ہو۔'' (اسد الغابۃ تذکرہ غرفہؓ)

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کا کردار

دور اول کے مسلمانوں میں صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا نام نامی سرفہرست ہے، خلافت فاروقی میں شام کی معرکہ آرائی میں مجاہدین کے ایک دستے کے ساتھ حضرت عبداللہ رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے، رومیوں نے ان کو عیسائیت قبول کرنے اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے اور ان سے دست بردار ہونے کا حکم دیا، مگر انہوں نے پوری جرأت مومنانہ کے ساتھ انکار کر دیا، ان کے سامنے کھولتے ہوئے تیل کی کڑاہی میں بعض مسلمانوں کو ڈال دیا گیا، یہ منظر دیکھ کر حضرت عبداللہ رونے لگے، عیسائیوں نے کہا کہ اب تمہیں موت نظر

آ رہی ہے، اس لئے رو رہے ہو، اب بھی موقع ہے عیسائیت قبول کرلو؟ اس پر حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ: "تم یہ سمجھتے ہو میں موت کے ڈر سے رو رہا ہوں، خدا کی قسم! میں اپنے اس انجام پر نہیں بلکہ اس مجبوری پر رو رہا ہوں کہ میرے پاس اللہ و رسول پر قربان کرنے کے لئے بس ایک ہی جان ہے، کاش میری لاکھوں جانیں ہوتیں میں اس تیل کی کڑاھی میں گر کر ان کو اللہ و رسول کے لئے قربان کرتا رہتا۔" عشق و عقیدت کا یہ جذبہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے، رومیوں نے کہا کہ اگر تم ہمارے بادشاہ کی پیشانی کو بوسہ دو تو تم سمیت سب ہی مسلمانوں کو آزاد کردیا جائے گا، حضرت عبداللہ نے بادل نخواستہ صرف ۸۰ مسلمانوں کی جان بچانے کی خاطر عیسائی بادشاہ کی پیشانی چومی، مدینہ پہنچے، حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو غایت مسرت سے انہوں نے حضرت عبداللہؓ کی پیشانی چوم لی، واقعہ یہی ہے کہ:

جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

(اسد الغابۃ، سوم)

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کا کردار

غزوۂ مریسیع کے موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عام مسلمانوں کی شان میں گستاخی کی، انہیں ذلیل قرار دیا، انہیں مدینہ سے نکالنے کی منصوبہ سازی کی، اس نے اپنے ساتھیوں اور مدینہ کے باشندوں سے کہا کہ تم نے ان مسلمانوں کو کھلا پلا کر موٹا کیا ہے، اب یہ تم ہی کو آنکھ دکھا رہے ہیں، ان کی مثال تو اس کتے جیسی ہے جسے کوئی کھلا پلا کر موٹا کردے اور پھر کتا اسی پر حملہ آور ہو جائے۔ قرآن ذکر کرتا ہے:

"یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل، وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لایعلمون۔"

(المنافقون:۸)

"منافق کہتے ہیں کہ ہم مدینے واپس پہنچ جائیں تو عزت والا ذلت والے کو وہاں سے نکال باہر کرے گا، حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کے لئے ہے مگر یہ منافق جانتے نہیں۔"

عبداللہ ابن ابی کی اس حرکت کا علم ہوتے ہی حضرت عمرؓ جوش میں آگئے، خود عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ جو مخلص مسلمان تھے، آئے اور حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ کا حکم ہو تو اپنے گستاخ باپ کی گردن پیش کردوں؟ سفر سے واپسی پر حضرت عبداللہ مدینہ آنے سے قبل ہی تلوار سونت کر کھڑے ہوگئے اور اپنے باپ سے کہا کہ: آپ نے کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا، اب آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ عزت آپ کی ہے یا اللہ و رسول کی، خدا کی قسم! آپ مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں، پھر جب تک آپؐ نے اجازت نہیں دی باحمیت مومن بیٹے نے اپنے منافق گستاخ باپ کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔

(معارف القرآن: ۸/۴۴۹ مختصرا)

مجاہد اعظم صلاح الدین ایوبی کا کردار

ہلال نو کی درانتی سے فصل صلیبی کاٹنے والا مرد مجاہد سلطان صلاح الدین ایوبی جب یہ سنتا ہے کہ عیسائی سالار ارناط نے شان رسالت میں گستاخی کی ہے اور مدینہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش مبارک نکال کر ذلیل کرنے کی سازش رچی ہے تو اس کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے، قاضی بہاء الدین شداد کے بقول جب ارناط کچھ عرصے بعد سلطان کے سامنے لایا جاتا ہے تو ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر سلطان اپنی تلوار سے اس کا سر قلم کردیتا ہے اور سجدے میں گر جاتا ہے، اس کے آنسوؤں کی لڑی سے زمین دھلتی ہے، وہ کہتا ہے: "خدایا! میرے نامۂ اعمال میں صرف سیاہ کاریاں ہیں، تیرے محبوب کی محبت و عقیدت میں گستاخ کا جو قتل میں نے کیا، بس اسی کو توشۂ آخرت سمجھتا ہوں۔" (حیات صلاح الدین:۴)

شیخ عبدالنبی کا کردار

۱۵۷۹ء میں متھرا کے قاضی عبدالرحیم نے مسجد کی تعمیر کے لئے سامان جمع کیا، اس پر ایک برہمن سردار نے اعتراض کیا اور مسجد کی جگہ زبردستی مندر تعمیر کرالی، مسلمانوں نے روکنا چاہا تو اس نے برملا رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دیں، قاضی عبدالرحیم شکایت لے کر دربار اکبری کے صدرالصدور شیخ عبدالنبی کے پاس پہنچے، صدرالصدور نے برہمن کو دربار میں طلب کرلیا، مقدمہ پیش ہوا، برہمن کا جرم ثابت ہوگیا، شیخ عبدالنبی نے اسے موت کی سزا سنائی، برہمن مالدار اور بااثر تھا، اس کی سفارش میں اکبر کے وفادار راجپوت اور ہندو رانیاں اٹھ کھڑی ہوئیں، اس کی رہائی کی کوشش کی، اکبر کو مشتعل کردیا، شیخ کو جان کی دھمکی دی گئی مگر شیخ عبدالنبی سمجھتے تھے کہ:

"بے جرأت رندانہ ہر عشق ہے روباہی"

چنانچہ انہوں نے اعلان کردیا کہ مجھے اپنی جان کی قربانی گوارا ہے، مگر اہانت رسول گوارا نہیں۔ برہمن کو قتل کیا گیا اور پھر شیخ عبدالنبی کو بھی عقیدت کا خراج اس طرح ادا کرنا پڑا کہ انہیں شہید کردیا گیا اور انہوں نے یہ کہتے ہوئے جان دے دی:

"اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں"

(رود کوثر، شیخ محمد اکرم، ص:۱۰۱)

گستاخ رسول کی سزا

عہد رسالت کا مشہور مجرم گستاخ رسول عبدالعزیٰ بن اخطل تھا، اس نے دو لونڈیاں آپ کی

ہجو کے اشعار گانے کے لئے متعین کر رکھی تھیں، فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا اور حکم دیا کہ اگر وہ کعبے کے پردے کے نیچے بھی پایا جائے تو اسے قتل کر دیا جائے، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا، اس کی ایک لونڈی بھی قتل کی گئی اور ایک نے اسلام قبول کر کے نجات حاصل کر لی۔ (الرحیق المختوم ص:۲۳۵، ۲۳۶)

گستاخوں کی تذلیل کا قرآنی اعلان

قرآن کریم بڑی وضاحت سے کہتا ہے:

"ان الذین یحادون اللّٰہ ورسولہ اولئک فی الاذلین، کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی، ان اللّٰہ قوی عزیز." (المجادلہ:۲۰/۲۱)

ترجمہ: "بلاشبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین مخلوقات میں سے ہیں، اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب ہو کر رہیں گے، فی الواقع اللہ زبردست اور غالب ہے۔"

واضح کر دیا گیا کہ مخالف گستاخ کا مقدر ذلت و رسوائی ہے اور غلبہ خواہ سیاسی ہو یا اخلاقی اللہ و رسول اور اہل ایمان کا مقدر ہے۔

لمحہ فکریہ

قرآن و سنت، اسلام و شریعت، پیغمبر اسلام و مقدسات و شعائر اسلام کی اہانت اور تذلیل کے مقصد سے مغربی دنیا میں طویل مدتی اور انتہائی منظم منصوبے کے تحت کی جانے والی گستاخانہ حرکتیں، تحریری اور تقریری جسارتیں اور قولی و عملی گستاخیاں پورے زور و شور سے جاری ہیں اور دنیائے اسلام کے پُرشور و پُرزور مثالی احتجاج کے باوجود یہ گستاخیاں کرنے والی جماعتیں اپنے موقف پر قائم اور اسے اپنی رائے کے اظہار کی آزادی قرار دینے پر مصر ہیں۔ تذلیل و اہانت قرآن و رسول کی ناپاک کوششیں اس سے پہلے بھی ہوئی ہیں، عریانیت اور فریب و بگاڑ کے خمیر سے تیار شدہ مواد میڈیا کے ذریعہ مسلسل پھیلایا جا رہا ہے اور اس طرح اخلاق اقدار کو ملیا میٹ اور حقائق اور صداقتوں کو تزویر و تلبیس کے پردوں میں لپیٹا جا رہا ہے اور اسلام کو مسخ کرنے کے لئے چوطرفہ کوشش ہو رہی ہیں۔

قرآن اور حامل قرآن پیغمبر اسلام سے ہمارا تعلق مذہبی اور جذباتی اور عاشقانہ و عقیدت مندانہ رنگ لئے ہوئے ہے، اس لئے اہانت کی حرکتوں پر جذبات کا متلاطم ہونا اور قلب و دماغ کا اضطراب اور ہیجان ایک فطری امر ہے اور پھر احتجاج و مظاہرہ کے ذریعہ گستاخوں کے تئیں اپنی نفرت کا اظہار اور اپنے حقوق اور مذہبی مقدسات کے تئیں فکر مندی کا اعلان ہمارا اپنا حق ہے اور الحمدللہ ہم اس پہلو سے بے حد بیدار مغزی، شعور اور دینی حمیت و غیرت کا ثبوت دے رہے ہیں، پورے عالم میں ہونے والے مسلسل مظاہرے اور احتجاجی جلسے اس بات کا ثبوت ہیں کہ ملت اسلامیہ اپنے پیغمبر سے، اپنے قرآن سے غایت درجہ جذباتی اور عقیدت مندانہ تعلق رکھتی ہے اور پیغمبر کی شان میں کسی بھی طرح کی بے ادبی اور اہانت کو گوارا کرنے کا تصور بھی وہ نہیں کر سکتی۔

پیغمبر سے ہمارا یہ جذباتی تعلق اور ان کی اہانت پر ہمارا یہ اضطراب بے حد مبارک ہے، مگر اسلام ہم سے یہ مطالبہ بھی کرتا ہے کہ پیغمبر اور قرآن سے جذباتی تعلق کی طرح ہی ان سے ہمارا عملی تعلق بھی اتنا ہی ضروری ہے، مقام افسوس ہے کہ ہمارے جذباتی تعلق کی گواہ پوری دنیا بنے اور ہمارے عملی تعلق کا عالم یہ ہو کہ:

ہاتھ بے زور ہیں، الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

آج ملت کی داخلی اور معاشرتی صورت حال یہ ہے کہ بداخلاقی، بے راہ روی، دین سے دوری اور رسوم و خرافات کی اندھی تقلید کا ایک طوفان آیا ہوا ہے، مغربی تعلیم و تہذیب کی ترویج کی لعنت یہ ہے کہ عقائد پر زد پڑ رہی ہے، بے عملی کی فضا عام ہے، معاملات میں اسلامی اصول اور اجتماعی اقدار کو پامال کر کے صرف حصول زر کو مطمع نظر بنا لیا گیا ہے، حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی ہے، سماجی زندگی خاندانی، قومی، غیر اسلامی رسوم اور خرافات کی نذر ہو گئی ہے، حسن اخلاق کے جوہر گراں مایہ سے ہم تہی دامن ہوتے جا رہے ہیں۔

اپنی عملی زندگی میں قرآن و سنت سے اس انحراف کا بدل کیا ہمارا جذباتی احتجاج ہو سکتا ہے؟ کیا صرف جوش گفتاری کافی ہے؟ کیا عملی ایمان کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ جس طرح ہم قرآن اور پیغمبر سے جذباتی اور قلبی تعلق رکھتے ہیں اس سے زیادہ عملی تعلق رکھیں، جس قوت سے ہم احتجاج کر رہے ہیں، اسی قوت سے اپنی عملی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں، اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے سرگرم ہو جائیں، اللہ نے اپنا نظام ایسا بنایا ہے کہ اگر انسان اپنے قلب کی دنیا میں انقلاب پیدا کرے تو باہر کی دنیا میں بھی انقلاب آ ہی جاتا ہے۔

کرنے کا کام

موجودہ حالات میں ہمیں کیا کرنا ہے؟

(۱) اپنے ایمان و یقین کو مستحکم اور مکمل کرنا ہے، جو نقائص اور کمیاں در آئی ہیں، ان کا ازالہ کرنا ہے۔

(۲) دین کے لئے قربانیوں اور جانفشانیوں کا مزاج پیدا کرنا ہے۔

(۳) معاشرے میں پھیلے ہوئے بگاڑ کی

اصلاح کے لئے عملی قدم اٹھانا ہے۔

(۴) اپنی عملی زندگی کی اصلاح کو سب سے مقدم رکھ کر غازی گفتار کے بجائے غازی کردار بننا ہے۔

(۵) عقائد، معاملات، عبادات، معاشرت اور اخلاق سب شعبوں میں اسلام کے نظام کی تابعداری کرنی ہے۔

(۶) تقویٰ کے روحانی طاقت کے حصول کے ساتھ معاشی طور پر بھی اور اسباب و وسائل کے اعتبار سے بھی طاقت ور بننا ہے تا کہ کوئی ہم کو لقمۂ تر سمجھنے کی غلط فہمی میں نہ رہے۔

(۷) ممکنہ اسباب اور محنت کے ساتھ ہی توکل اور دعا کا اہتمام کرنا ہے۔

(۸) دین کے معاملے میں کسی طرح کی مفاہمت اور کمپرومائز نہیں کرنا ہے، بلکہ ایمانی غیرت و حمیت کا ثبوت دینا ہے اور دنیا کو یہ دکھا دینا ہے کہ اہل اسلام باطل سے کبھی دبنے والے نہیں ہیں۔

اس خاکہ کے مطابق عمل کرلیا جائے تو اس بات کی ضمانت ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں قدم بوس ہوں گی، باطل طاقتوں کے منصوبے ناکام ہوجائیں گے اور اللہ کی نصرت حاصل ہوگی اور "ان تنصروا اللہ ینصرکم"... اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا... کا عملی ظہور ہوگا۔

حالات کا پیغام

پوری دنیا میں اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت کے جو طوفانی حالات ہیں اور جن کا ایک نمایاں مظہر اہانت رسول کی مجرمانہ حرکتیں ہیں، ان حالات کا واضح پیغام ہر مسلمان کے نام یہی ہے کہ ایمانی اور اخلاقی طاقت کے حصول کے ساتھ ہر مسلمان ظلم و جور کے سامنے سپر انداز نہ ہوئے اور حق کے لئے جدوجہد کرتے رہنے اور تادم مرگ انہی مبارک سرگرمیوں میں لگے رہنے کا عہد کرلے بلکہ اپنے دل میں قسم کھالے۔ ابلیسی اور طاغوتی طاقتوں کو اصل خطرہ مسلمانوں سے ہے۔ علامہ اقبالؒ نے انہیں کی زبان میں کہا ہے:

ہے گر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کے خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو

ان کو خطرہ ہمارے شرار آرزو، روح جہاد اور ہماری بیداری سے ہے، ہمیں خود اپنی فضا بنانی ہے، اپنے بقا کی فکر کرنی ہے، ہم دوسروں کے دست نگر نہیں ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے ہر مسلمان کو فتنے کے حالات کے لئے یہ پیغام عمل دیا ہے:

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لئے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے☆☆

☆☆......☆☆

جو کوئی عشق محمدؐ میں فنا ہوتا ہے

مولانا مفتی نسیم احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ

جو کوئی عشق محمدؐ میں فنا ہوتا ہے — صاحب دولتِ جاوید و بقا ہوتا ہے
جس کو اللہ نے بخشی ہے نگاہِ حق بیں — عاشق صاحب لولاک لما ہوتا ہے
جس کو کچھ نور بصیرت سے ملا ہے حصہ — مدنی چاند کے جلووں پہ فدا ہوتا ہے
مدعی شق قمر کا جو ہے منکر، تو رہے — چاند پر خاک اگر ڈالیں تو کیا ہوتا ہے
یاد جب ان کے مصائب کی کبھی آتی ہے — درد تعظیم کو پہلو میں کھڑا ہوتا ہے
میرا آقا کبھی کرتا ہے زرہ زیب جسد — کبھی تنہائی میں مشغول دعا ہوتا ہے
حرم پاک میں آتا ہے کبھی بن کے خطیب — کبھی میدان میں سرگرم وغا ہوتا ہے
رہ نوردِ رہ طیبہ ہے حقیقت میں غنی — ظاہرا گرچہ وہ بے برگ ونوا ہوتا ہے
اے خوشا موت جو طیبہ میں کسی کو آئے — یوں تو دنیا میں جو آتا ہے فنا ہوتا ہے
شکوۂ تنگی داماں کرے کس واسطے وہ — جب بھکاری کا بلا مانگے بھلا ہوتا ہے

اے فریدیؔ ہے حدیث نبوی میں وہ کیف
شجر علم و عمل جس سے ہرا ہوتا ہے

پہلی قسط

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر نورالدین عتر

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... ایمان میں سے ہے!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، فضائل اور کمالات کے حصول کے لئے ایک عظیم شاہراہ ہے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان میں ہے، بلکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو ایمان کی پہچان بھی نہ ہوتی۔

یہ ایک مختصری کتاب ہے جو اس محبت کی حقیقت کو بیان کرتی ہے، جس پر عامل باعمل ہوکر امت کے پہلے طبقہ (جو سب سے اعلیٰ طبقہ ہے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اونچا مقام حاصل کیا۔

ایمان کی اس علمی اور عملی تعریف کے بعد اس سے انتفاع آسان اور وہ بلند مقام حاصل کرنا سہل ہوجائے گا، جس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بشارت دی ہے: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"، یعنی ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی ہوگی۔

میں نے اس مختصر رسالہ کے نام کا انتخاب امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "صحیح بخاری" کی "کتاب الایمان" کے اس عنوان "حُبُّ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم مِنَ الایمان" سے لیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا جزء ہے، نیز میں نے جو روایات اس موضوع سے متعلق ذکر کی ہیں، وہ صحیح اور ثابت ہیں اور یہ تنبیہ یہاں اس لئے کردی ہے تاکہ تخریج احادیث اور اسانید پر کلام کی تفصیلات سے بچا جائے۔ ہاں بعض خاص خاص جگہوں پر تاکید مزید کے لئے میں نے ان احادیث کے ثقاہت وثبوت پر کلام کیا ہے، ورنہ اس مختصر کتاب کا

ترجمہ: مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مضمون اللہ کے فضل سے صحیح ثابت اور مقبول ہے۔

اے اللہ ہمیں محبت کا وہ مقام نصیب فرما جس کے بارے میں ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"المرأ مع من احب"۔

"ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی"۔

"الحبّ اور المحبۃ" یہ دونوں الفاظ ایسے معنی کو ادا کرتے ہیں جس کا تعلق قلب سے ہے، جو دوسری صفات کے مقابلہ میں اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے، اور اپنی تاثیر کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظیم ہے، کیونکہ اس میں دل کا میلان اور محبوب کی طرف کھچاؤ پایا جاتا ہے، اور وہ انسان کی طبیعت میں ایسا شعور اور سلوک کا جذبہ پیدا کردیتا ہے کہ کبھی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیتا ہے، بلکہ اپنے محبوب کی محبت میں وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہوجاتا ہے اور اپنی صفات چھوڑ کر محبوب کی صفات اختیار کرلیتا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہیں اور سب کے خالق ہیں وہ ہر قسم کی محبت اور عظیم ترمحبت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ وہ اعلیٰ صفات کمال سے متصف ہیں جن کی کوئی انتہاء اور کوئی حد نہیں ہے، جن کی نہ کوئی تعداد ہے اور نہ انہیں گنا جاسکتا ہے، وہی ہے جو بندوں پر اپنے جود وسخا کے خزانوں سے وہ نعمتیں برساتا ہے جن کا شمار نہیں ہوسکتا، اور وہ احسانات کرتا ہے جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ [ابراھیم: ۳۴]

ترجمہ: "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کا شمار نہیں کرسکتے"۔

بلکہ بہت ہی کم ان کی نعمتوں کا احاطہ اور شمار کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں لفظ "لَا تُحْصُوْهَا" سے اشارہ ملتا ہے۔

ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم مخلوق میں اس محبت کے سب سے زیادہ مستحق اور حق دار ہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ذات سے زیادہ ہماری محبت کے حق دار ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ [الاحزاب: ۶]

ترجمہ: "نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں"۔

تو اس آیت نے بغیر کسی قید وتحدید کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کو ہر مسلمان کی ذات پر فوقیت دی ہے، یہ آیت ہر چیز کو شامل ہوگئی ہے، لہٰذا اس میں غور وفکر کرو اور خوش ہوجاؤ ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

محبت کو واجب کرنے والی صفات

جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت حاصل ہوگئی، وہ اس حقیقت کو نہ صرف یہ کہ جان لے گا، بلکہ ذوقاً بھی محسوس کرلے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو واجب کرنے والی جتنی بھی صفات ہوسکتی ہیں وہ بدرجہ کمال صرف آپ میں موجود ہیں اور کسی اور مخلوق میں نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کامل صفات کا خلاصہ ائمہ علم وعرفان اور اہل محبت نے دو عظیم حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱:۔ وہ کامل صفات جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف تھے۔

۲:۔ آپ کی جود وسخاوت۔

جہاں تک صفات کمالیہ کا تعلق ہے جن کی وجہ سے ایک انسان دوسرے انسان سے محبت کرتا ہے، مثلاً ایک انسان بھی دوسرے انسان سے اس کے خوبصورت چہرے کی وجہ سے محبت کرتا ہے یا اس کی خوش الحانی کی وجہ سے محبت کرتا ہے یا ایسی دوسری صفات جمال کی وجہ سے جو محبت کو واجب کرتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جمال خلقت اور جمال صورت میں تمام مخلوق سے اعلیٰ اور افضل ہیں، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تواتر اور یقینی طریقہ سے ثابت ہے کہ:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحسن الناس وجهاً وأحسنهم خلقاً".

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں میں زیادہ حسین چہرے والے اور سب سے زیادہ خوب صورت جسم والے تھے۔"

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فخماً مفخماً، يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر"

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے بھی عظیم الشان تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ما رأيت أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأن الشمس تجري في وجهه".

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ میں نے کسی کو حسین نہیں دیکھا۔ گویا سورج آپ کے چہرہ مبارک میں گردش کررہا ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ما مسست ديباجة، ولا حريرة ألين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا شممت مسكة ولا عنبرة أطيب من رائحة النبي صلى الله عليه وسلم، وفي رواية: أطيب من عرق النبي صلى الله عليه وسلم".

ترجمہ: "میں نے کسی موٹے یا باریک ریشم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا، اور نہ ہی مشک اور عنبر کی خوشبو کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے عمدہ پایا، اور ایک روایت میں ہے کہ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار اور عمدہ پایا"۔

اور جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان فرمائے ہیں، سب نے یہی کہا:

"لم أر قبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم".

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہم نے نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا"۔

لہٰذا آپ مخلوق کے جمال سے کتنے ہی متاثر ہوں، آپ پر لازم ہے کہ آپ تمام مخلوق اور اپنے نفس سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے جمال کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہیں۔

اسی طرح ایک عقلمند انسان کسی سے محبت اس کے حسن اخلاق اور اعلیٰ سیرت کی بنا پر کرتا ہے، اگرچہ وہ خود اس سے کتنا ہی دور ہو۔ جبکہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم میں سب سے زیادہ اخلاق میں کامل ہیں، اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾

[سورۃ القلم:۴]

ترجمہ: "بے شک آپ اخلاق کے عظیم مقام پر ہیں"۔

توجہ فرمائیں

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ "ختم نبوت" کا مطالعہ کیجئے، اس کے خریدار بنئے اور دیگر دوست واحباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ ہفت روزہ "ختم نبوت" میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

یہ وہ حقائق ہیں جو نفس کی گہرائیوں اللہ تعالیٰ کے اس قول "لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" میں غور کریں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جتنے بھی اخلاق حسنہ اور انسان کی صفات کمالیہ ہو سکتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں، کیونکہ "لعلٰی" بلندی پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا جس قسم کے بھی اعلیٰ اخلاق ہو سکتے ہیں آپ ان اخلاق میں سب سے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں اور جس قسم کے انسانی کمالات ہو سکتے ہیں آپ ان کمالات میں سب سے بلند درجہ پر ہیں۔

رہا بہت زیادہ عطا اور احسان کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا، تو انسان دنیا میں ہر اس شخص سے محبت کرتا ہے جس نے اس پر ایک یا دو بار کوئی احسان کیا ہو، اور وہ احسان کتنا ہی زیادہ قیمتی اور نفیس کیوں نہ ہو بالآخر وہ فانی اور زائل ہونے والا ہے، جیسے کسی نے اسے ایسی مصیبت سے بچایا جس میں اس کی ہلاکت یقینی تھی یا اس میں کسی نقصان کا خطرہ تھا۔ کچھ بھی ہو یہ احسان بالآخر ختم ہونے والا ہے، جس کے لئے دوام نہیں۔

بھلا دنیوی احسان کا مقابلہ نبی کریم اور رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات سے ہو سکتا ہے جو تمام محاسن اخلاق وتکریم کے جامع ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام مکارم اخلاق، عظیم صفات اور فضیلات عامہ سے نوازا۔ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نکال کر نور ایمان میں داخل کیا، اور جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہالت کی آگ سے نجات دے کر یقین اور معرفت کی جنت میں پہنچا دیا۔

خوب اچھی طرح غور وفکر کر لو تاکہ آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آپ کے جنت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہنے کا سبب ہیں، اب خود بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جلیل القدر اور عظیم الفضل احسان سے بڑھ کر کون سا احسان ہو سکتا ہے۔

اب اس احسان کا شکر اور اس کا حق ہم کیسے ادا کریں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ دنیا و آخرت کی نعمتوں سے نوازا ہے اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کی ہم پر بوچھاڑ کر دی ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آپ کی کامل و مکمل محبت کے مستحق ہیں جو ہر ایک کے نفس، اس کے اہل وعیال اور سب مخلوق کی محبت سے زیادہ ہو، بلکہ بعض اہل معرفت حضرات نے یہاں تک کہا ہے کہ "اگر جسم کے روئیں روئیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اظہار ہو رہا ہو تب بھی آپ صلی اللہ علیہ کا جو حق محبت ہے اس کا یہ جزء ہوگا، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾

[الاحزاب:۶]

ترجمہ: "نبی سے لگاؤ ہے ایمان والوں کو زیادہ اپنی جان سے اور اس کی عورتیں ان کی مائیں ہیں۔"

اور ارشاد ہے:

"قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ"

ترجمہ: "تو کہہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ راستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو۔"

اس آیت کریمہ نے محبت کی تمام اقسام کو جمع کر دیا ہے اور یہ فرض قرار دیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہر چیز پر غالب ہونی چاہیے، بلکہ مجموعی طور پر ان تمام چیزوں کی محبتوں پر بھی اللہ اور اس کے رسول کی محبت غالب ہونی چاہیے۔

اسی مضمون کو ثابت کرنے کے لئے صحیح تر احادیث وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ صحیحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یؤمن أحدكم حتی أكون أحب إلیه من والده وولده والناس اجمعین"۔

ترجمہ: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

یہ حدیث ہر قسم کی محبت کو شامل ہے، جس میں آپ کی اپنے نفس سے محبت بھی ہے۔

امام بخاریؒ اور دوسرے حضرات نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"والذی نفسی بیده لا یؤمن أحدكم حتی أكون أحب إلیه من والده وولده"

ترجمہ: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

یہاں والد اور اولاد کو ذکر فرمایا کیوں کہ یہ دونوں دوسروں کے مقابلے میں انسان کو زیادہ محبوب ہوتے ہیں، اور ان دونوں کی وجہ سے انسان اس دنیا میں جیتا ہے اور محنت کرتا ہے، اس لئے دوسری اقسام محبت کو چھوڑ کر صرف ان پر اکتفا فرمایا۔ لہٰذا یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مومن پر فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر قسم کی محبت، اور ہر محبوب چیز کی محبت حتی کے اپنے نفس کی محبت پر بھی مقدم رکھے۔

محبت کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

۱۔ شفقت و رحمت کی محبت، اور یہ باپ کی اپنے بیٹے سے محبت ہے۔

۲۔ تعظیم اور بزرگی کی محبت، اور یہ بیٹے کی اپنے باپ سے اور شاگرد کی اپنے استاذ سے محبت ہے۔

۳۔ نفس کی محبت، اور یہ مرد کی اپنی بیوی سے محبت ہے۔

۴۔ خیر خواہی اور انسانیت کی محبت اور یہ سب انسانوں کی آپس کی محبت ہے

۵۔ انانیت کی محبت، یعنی انسان کی اپنی نفس سے محبت ہے اور یہ ان محبتوں میں سب سے زیادہ مضبوط محبت ہے، اور یہ ایسی محبت ہے، جس کو ازل سے نفس کی سرشت میں رکھا گیا ہے جیسا کہ دوسری محبتیں اس کی سرشت میں رکھی گئی ہیں۔

غور و فکر کا مرحلہ:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر تاکید کی ہے کہ مومن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت تمام اقسام محبت سے زیادہ ہونی چاہیے اور محبت کے تمام مراتب سے اعلیٰ وارفع ہونی چاہیے، اور اس کے معلوم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان اپنی تمام محبوبات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں غور و فکر کرے اور سوچے تو یقیناً اس کی عقل یہ فیصلہ کرے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، انانیت کی سرشت پر غالب ہے، اور اس انانیت کا نام ونشان ختم کردیتی ہے، اے مسلمان عقلمند آپ کے لئے سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، سوائے میرے نفس کے!

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میں آپ کے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بے شک اب تو آپ مجھے میرے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اب تمہارا ایمان مکمل ہوگیا، اے عمر۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا جواب اس فطرت کے مطابق تھا جس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا) یعنی تیرا ایمان کامل نہیں ہوگا (قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک کہ میں آپ کے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس نفس کو دنیا اور آخرت کی ہلاکتوں سے بچانے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی خبر دی جس تک وہ غور و فکر سے پہنچے، اور خبر بھی قسم کے ساتھ دی کہ: فانه الآن و الله . لانت احب الیّ من نفسی) بے شک اب تو بخدا آپ مجھے اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں تو اس کے جواب میں حضرت عمر کو عظیم تسلی بخش جواب ملا (الآن یا عمر) یعنی اے عمر! اب آپ کو صحیح معرفت حاصل ہوئی اور آپ اس حقیقت تک پہنچ گئے جس تک پہنچنا ضروری ہے۔

تو بھائی! اگر آپ بھی اپنے اندر اس محبت میں غور و فکر کریں گے تو آپ بھی اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی محبت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، کیوں کہ جب آپ اس بات میں غور و فکر کریں گے کہ آپ کے نفس کی دائمی بقاء، خوشی اور دائمی نعمتوں کا ذریعہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور یہ وہ منفعت ہے جو ہر قسم کی نعمتوں سے اعلیٰ وارفع ہے، جن سے آپ متمتع ہوسکتے ہیں، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کے ساتھ محبت دوسری تمام چیزوں کی محبتوں سے زیادہ ہو، اور (ہر انسان کو اپنے) نفس سے جو اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، اس لئے کہ وہ نفع اور خیر جو محبت پر ابھارتے ہیں وہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دوسروں کے مقابلہ میں بلکہ اپنے نفس سے زیادہ حاصل ہیں اور جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمالات وفضائل میں سب مخلوق سے افضل اور اعلیٰ ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کمالات، برکات اور فضائل کے جامع ہیں۔

(جاری ہے)

موجودہ حالات

ہماری ذمہ داریاں اور لائحہ عمل

مولانا محمد حنیف جالندھری

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے غیر معمولی اجلاس میں چونکہ ملک بھر کی دینی قیادت شریک تھی، اس لئے اس موقع پر میں نے جو گزارشات تحریری اور زبانی طور پر پیش کیں وہ قارئین کے پیش خدمت ہیں، امید ہے کہ قارئین کے لئے یہ معروضات مفید ثابت ہوں گی، ملک کی عمومی صورت حال دن بدن سنگین تر اور پیچیدہ تر ہوتی جارہی ہے، جہاں ایک طرف ملک کی اسلامی نظریاتی تشخص اور حیثیت کو مجروح کرنے کی سازشیں مسلسل جاری ہیں وہاں ملک کی سالمیت، قومی خود مختاری اور ایٹمی صلاحیت کے لئے بھی خطرات کا دائرہ دن بدن پھیلتا جارہا ہے اور اسی پس منظر میں ملک کے ریاستی نظام تعلیم کو اسلامی مواد اور دینی اثرات سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کے آزادانہ دینی تعلیمی نظام کو غیر موثر بنانے کے لئے ہر سطح پر منصوبہ ساز اور ادارے متحرک نظر آرہے ہیں۔

دینی مدارس کا تعلیمی امتیاز و تشخص اور ان کی آزادانہ حیثیت ملکی اور بین الاقوامی سیکولر حلقوں کو ہمیشہ سے کھٹکتی آرہی ہے اور ان حلقوں کی ایک عرصہ سے یہ کوشش ہے کہ قومی دھارے میں لانے کے خوشنما عنوان اور جدید تعلیم کے امتزاج کے بظاہر دلفریب نعرے کے ساتھ دینی مدارس کے اس آزادانہ نظام کو کسی نہ کسی طرح سرکاری کنٹرول یا کم از کم مداخلت کے دائرے میں لایا جائے تاکہ دینی مدارس کے آزادانہ اور امتیازی تعلیمی نظام و نصاب کی وجہ سے مسلم معاشرہ میں اسلامی احکام وقوانین کے ساتھ عام مسلمانوں کی بے لچک وابستگی اور قرآن وسنت کے علوم سے استفادہ کا جو ماحول قائم ہے اسے خدانخواستہ ختم کیا جاسکے اور عام مسلمانوں کی دینی وابستگی اور قرآن وسنت کے ساتھ جذباتی تعلق کو کمزور کرکے انہیں مغربی تہذیب و ثقافت اور فلسفہ و نظام کو قبول کرنے کے لئے آمادہ کیا جاسکے۔

سیکولر حلقے خواہ وہ بین الاقوامی ہوں یا مقامی سب یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عام مسلمانوں کو دینی تعلیم کا ماحول میسر ہے، مدرسہ و مسجد کا ماحول قائم ہے اور ان کے ذاتی، خاندانی اور معاشرتی مسائل میں دینی راہنمائی کا نظام موجود ہے، اس وقت تک مسلم معاشرہ میں مغرب کے فلسفہ وثقافت کو پذیرائی نہیں مل سکتی، اس لئے دینی مدارس کے اس آزادانہ سسٹم کو توڑنے یا کم از کم غیر موثر بنانے کی ہر سطح پر سرتوڑ کوششیں جاری ہیں۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان دراصل اہل السنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک کے دینی مدارس کے درمیان رابطہ و تعاون کے فروغ، تعلیمی نظام و نصاب میں یکسانیت پیدا کرنے، تعلیمی معیار کو بہتر کرنے اور امتحانات کے نظام کو معیاری بنانے کے لئے قائم ہوا تھا اور بحمداللہ ان اہداف کی طرف کامیابی کے ساتھ پیش قدمی کررہا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے اہداف و مقاصد کے حوالہ سے دینی مدارس کے تحفظ، ان کے تشخص اور خود مختاری کو درپیش خطرات کے سدباب کی ذمہ داری سے بھی غافل نہیں رہ سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی ثقافت وعقیدہ کے تحفظ اور مسلمانوں کو عمومی تناظر میں درپیش ملی اور قومی خدشات و مسائل سے بھی وہ لاتعلق نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ اپنے دائرہ کار کو قائم رکھتے ہوئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اپنے پلیٹ فارم پر بھی اور دوسرے مسالک کے مدارس کے وفاقوں کے ساتھ مل کر بھی ہمیشہ یہ کوشش کی ہے:

۱:...... دینی مدارس کا آزادانہ تعلیمی نظام اور ان کا جداگانہ تعلیمی تشخص اپنی پوری روایات کے ساتھ قائم رہے اور اسے مجروح و متاثر کرنے کی کوئی سازش کامیاب نہ ہونے پائے۔

۲:...... دینی مدارس کا تعلیمی معیار زیادہ سے زیادہ بہتر ہو اور وہ قوم کی زیادہ بہتر طریقہ سے خدمت کرسکیں۔

۳:...... زمانے کے بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر مدارس کے نظام و نصاب میں جو تبدیلی، تغیر اور ترمیم ان کے پیش رفت میں معاون ہو اسے قبول کرنے سے گریز نہ کیا جائے اور اصلاح و ترمیم کی جو تجویز یا پروگرام ان کے دائرہ کار اور تعلیمی اہداف سے متصادم ہو اس کی پوری قوت کے ساتھ مزاحمت کی جائے۔

۴:...... عام مسلمانوں کے عقیدہ و اخلاق، عبادات و معاملات اور ذاتی و خاندانی مسائل میں انہیں دینی راہنمائی مسلسل ملتی رہے اور دینی، اخلاقی اور تہذیبی فتنوں کے مقابلے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے۔

یہ جدوجہد آج کی نہیں ہے بلکہ قیام پاکستان سے قبل بھی ہوتی رہی ہے اور وطن عزیز کے قیام کے بعد بھی مسلسل جاری ہے۔

اسی پس منظر میں آج کے حالات کی سنگینی کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنی صف بندی کا از سرنو

جائزہ لینا ہے، اور اپنی فکری، علمی اور تعلیمی جدوجہد کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کے لئے پورے حوصلہ و تدبر اور حکمت و دانش کے ساتھ اپنی ترجیحات طے کرنی ہیں۔

میری رائے یہ ہے کہ جہاں تک ملک کی عمومی صورت حال کا تعلق ہے اور قومی خود مختاری کی بحالی اور پاکستان کے اسلامی دستوری تشخص کے تحفظ کا مسئلہ ہے، اس پر عوامی جدوجہد، سیاسی و دینی جماعتوں کے دائرہ کار میں شامل ہے اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے اس میں کوئی تحریکی کردار ادا کرنا اس کی ذمہ داریوں سے مناسبت نہیں رکھتا لیکن علمی وفکری راہنمائی اور دین وقوم کے مفاد میں حق بات کی موثر حمایت ضرور ہونی چاہئے اور اس مقصد کے لئے مجلس عاملہ کی قرار دادوں اور وفاق کے قائدین و اکابرین کے بیانات اور مضامین ایک بہتر ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں، البتہ ملک کے عصری، سرکاری و پرائیویٹ نظام تعلیم کی اصلاح، دینی مدارس کے آزادانہ کردار کا تحفظ اور مغربی ثقافت کی ہمہ جہت یلغار کا مقابلہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اہداف و مقاصد کا حصہ ہیں اور ان کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے فورم پر عوامی جدوجہد کی نہ صرف یہ کہ ضرورت موجود ہے اور برحق جارہی ہے بلکہ یہ ہمارے دینی فرائض کا بھی حصہ ہے، اس لئے میری تجویز ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو:

۱:... عصری تعلیمی نظام کو سیکولرائز کرنے کے اقدامات کی مزاحمت۔

۲:... مغربی تہذیب وثقافت کی مسلسل یلغار کے مقابلہ اور۔

۳:... دینی مدارس کے نظام ونصاب کے تحفظ اور ان کے آزادانہ کردار کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے عنوان پر ایک منظم اور مربوط عوامی جدوجہد کا پروگرام طے کرنا چاہئے۔ اس کے لئے:

۱:... علماء کرام اور ارباب مدارس کے علاقائی کنونشنوں کا انعقاد۔

۲:... دروس وخطبات اور بیانات ومضامین میں ان اہداف ومقاصد کی ترجیحی شمولیت۔

۳:... اس کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور کارکنوں کے وسیع تر اتحاد کا اہتمام اور۔

۴:... دیگر موثر طبقات مثلاً وکلا، تاجروں، اساتذہ کی تنظیموں، طلبا کی جماعتوں، ذرائع ابلاغ کے سب شعبوں اور دینی و سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے ساتھ رابطہ ومفاہمت کے فروغ جیسے اقدامات کئے جاسکتے ہیں اور اس کے لئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کو ٹھوس منصوبہ بندی اور اقدامات کرنے چاہئیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ دینی مدارس کے منتظمین اپنے دائرہ کار اور دائرہ اثر میں وسعت پیدا کرنے کے لئے اپنے حالات وظروف کے مطابق موثر اقدامات کریں، جس کے لئے سرکاری ملازمین اور تاجروں وغیرہ کے لئے فہم دین کے مختصر کورسز، اسکولوں اور کالجوں کے طلبا کو تعلیمی راہنمائی فراہم کرنا، عام لوگوں کے لئے عربی گرامر اور ترجمہ قرآن کریم کی کلاسیں، مختلف طبقات کے لئے پیشہ وارانہ راہنمائی کی غرض سے ریفریشر کورسز کا انتظام اور دیگر اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

☆☆.........☆☆

آمنہ کا دلارا

مولانا ولی اللہ ولیؔ قاسمی بستوی

آمنہ کا دلارا ہمارا نبیؐ — سب کی آنکھوں کا تارا ہمارا نبیؐ
وہ یتیموں، ضعیفوں کا فریاد رس — بے کسوں کا سہارا ہمارا نبیؐ
نقشِ پا سے درخشاں ہوا راستہ — نورِ حق کا منارا ہمارا نبیؐ
ان کے در پہ سلاطینِ عالم جھکے — عظمتوں کا شرارا ہمارا نبیؐ
ان کے دم سے منور دو عالم ہوئے — جلوہ آشکارا ہمارا نبیؐ
ایک معبود کے در پہ آجائیے — صدق دل سے پکارا ہمارا نبیؐ
ہے سراپائے شفقت، یقیناً ولیؔ
رحمتوں کا ہے دھارا ہمارا نبیؐ

محمد ﷺ ولادت سے بعثت تک

مفتی شعیب احمد مظاہری

سیرت نبوی بیان کرنے والے جب یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی، ہمارے رسول، رسول خدا نے یوں کہا اور یوں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد اس طرح زندگی گزاری تو اس سے ان دلوں میں جو آپ کو رسول نہیں مانتے یا عوامی سطح کے لوگوں میں کوئی خاص اثر اور جذبہ پیدا نہیں ہوتا، عملی زندگیوں میں کوئی انقلاب نہیں آتا اور وہ سوچتے ہیں کہ جب وہ خدا کے پیغامبر تھے تو ان کو چار و ناچار ایسا کرنا ہی تھا، اگر انہوں نے ایسا کر دیا تو کون سا ایسا نمایاں کارنامہ انجام دے دیا؟

لیکن دنیا جانتی ہے کہ نبوت و رسالت کے منصب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فائز ہوئے جب آپ کی زندگی کا تقریباً دوتہائی حصہ گزر چکا تھا، یعنی چالیس سال کے بعد، چالیس سال تک معاشرہ میں ایک عام فرد کی حیثیت سے زندگی گزاری، لیکن وہ چالیس سالہ زندگی کس طرح اور کس ماحول میں گزاری اس کو بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مردہ دلوں میں زندگی کے آثار پیدا ہوں، ہدایت کی راہیں کھلیں کہ جس انسان کی نبوت سے قبل کی زندگی اتنی صاف اور پاکیزہ ہے جب وحی الٰہی نے اس کی راہنمائی اور تربیت کی ہوگی، اسے کیا کچھ نہ بنا دیا ہوگا۔

آئندہ سطور میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی چالیس سالہ زندگی کا ہلکا سا نقش پیش خدمت ہے، لیکن اس لطیف حکایت کا لطف اسی وقت آئے گا جب آپ اس وقت کے عرب معاشرہ میں بسنے والوں کی زندگی کے طور وطریق دیکھیں۔

تاریخ و سیرت کی کتابوں میں اسے ''زمانہ جاہلیت سے'' تعبیر کرتے ہیں، ان کی اخلاقی حالت اس قدر پست تھی کہ دنیا کی کون سی ایسی برائی تھی جو ان کے یہاں عروج پر نہ رہی ہو، قتل و غارت گری، مسافروں کو مارنا، قافلوں کو لوٹنا، ان کا محبوب مشغلہ تھا، شراب نوشی، بازاری عورتوں سے پیشہ کرانا، جس کو آج کی دنیا میں قحبہ خانوں اور چکلہ خانوں سے موسوم کرتے ہیں، ان کے یہاں حصول دولت کا مہذب پیشہ تھا، عورتوں کی کوئی قیمت نہ تھی، شوہر کے مرنے کے بعد اس کا کوئی قریبی رشتہ دار اس پر اپنی چادر ڈال دیتا اور چار و ناچار وہ اس کی بیوی بن جاتی، محرم اور غیر محرم سے شادی کا کوئی آئین نہیں تھا، ایک مرد جس سے چاہے اور جتنی چاہے شادیاں کر سکتا تھا، حد تو یہ تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اپنی حقیقی ماں کو چھوڑ کر تمام سوتیلی ماؤں کو اپنی بیوی بنا لیتا، لڑکی کی پیدائش ان کے یہاں ننگ و عار تھی، اس لئے اسے زندہ دفن کر دیتے تھے، اور یہ نہایت شریفانہ فعل تصور کیا جاتا، زناکاری اور بدکاری بالکل عام اور قطعاً غیر معیوب تھی، بلکہ بھری محفلوں میں بے خوف و خطر مزے لے لے کر اس کو بیان کرتے، چنانچہ امراؤ القیس جو بہت بڑا شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ شہزادہ بھی تھا، اس کا اپنی پھوپھی زاد بہن سے غلط تعلق تھا، وہ اس بدکاری کو اپنے قصیدوں میں خوب مزے لے لے کر بیان کرتا تھا اور حد تو یہ ہے کہ اس کو کعبۃ اللہ پر آویزاں کرتا تھا۔

آزاد عورتوں کو زبردستی باندی اور مردوں کو غلام بنانا اور جانوروں کی طرح ان کی بیع وشراء کرنا ان کی بہترین تجارت تھی، ایک باندی سے کئی لوگ بدکاری کرتے اور پھر اس سے اولاد ہوتی، ہر ایک حقیقی اولاد مان کر اس کا دعویدار ہوتا اور بعض مرتبہ یہی بات آپس میں لڑائی کا باعث بن جاتی، عورتیں اپنے جسم کے مخفی سے مخفی حصہ کو بنا سنوار کر مجمع عام میں بلا کسی شرم و حیا کے پیش کر کے لوگوں کو راغب کرتیں، ان کے اکثر اسباب معیشت کا دارومدار تجارتی قافلوں کی لوٹ مار پر تھا، ذرا ذرا سی بات پر سالوں لڑائیاں چلتیں اور لڑائیوں میں لوگوں کو زندہ جلا دینا، حاملہ عورتوں کا پیٹ چاک کر کے حمل کو ضائع کر دینا، معصوم بچوں کو قتل کر دینا، ان کی زندگی کا ایک معمولی کھیل تھا، انتقام اور کینہ توزی اس درجہ کی تھی کہ نسلوں پہلے کے واقعات کا بدلہ لیا جاتا کھانے پینے کے معاملہ میں کسی چیز سے پرہیز نہیں تھا، بھوک اور قحط کے دنوں میں جانوروں کے خون پی جاتے، زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھا جاتے، مردار کھاتے غرضیکہ کسی چیز سے پرہیز نہیں تھا، جبکہ جانور بھی اپنی نوع کے مالوفات کے سوا کسی دوسری چیز کو نہیں کھاتے، بلی بھی گھاس نہیں کھاتی، گھوڑا بھی گوشت نہیں کھاتا، ان کے اخلاق کی صحیح منظر کشی حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب نے اپنی اس تقریر میں کی ہے، جو انہوں نے شاہ حبشہ اصحمہ (نجاشی) کے دربار میں کی تھی، انہوں نے کہا:

''اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں غوطے کھا رہے تھے، بتوں کی پرستش کرتے

تھے، مردار کھاتے تھے، بُرائیوں میں لت پت تھے، رشتوں کو توڑتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے، ہمسایوں کے لئے صرف دکھ اور رنج تھے، طاقت والے کمزوروں کو نیست و نابود کردیتے تھے۔"

یہ تو ان کی اخلاقی حالت تھی مذہبی اعتبار سے معاملہ اور بھی پیچ در پیچ تھا، کیونکہ جہالت عام تھی، نہ کوئی علم وفن تھا اور نہ لکھنے پڑھنے کا کوئی رواج، عام رجحان بت پرستی کی طرف تھا جو انہوں نے پڑوسی ملکوں سے اپنی جہالت کے سبب اپنا لیا تھا، بتوں کی پرستش عشق کی حد تک تھی، علاوہ ازیں ارواح خبیثہ، شجر وحجر اور چاند وسورج بھی مقدس دیوتاؤں میں تھے، بتوں کے نام پر انسانوں کو قربان کردیتے، جانوروں کا پہلا بچہ بتوں کی بھینٹ چڑھتا، کھیتی کی بہترین پیداوار بتوں کی نظر ہوتی، ہر قبیلہ کا بت الگ ہوتا اور وہی اس قبیلہ کے خیروشر کا مالک مانا جاتا، کعبۃ اللہ کے اندر تین سو ساٹھ بت تھے، اس حرمت اور عظمت والے گھر کا ننگے ہوکر طواف کرتے، اسی طرح یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت کے اثرات بھی تھے، گو کہ گویا اس وقت کا عرب مذاہب باطلہ اور تخیلات فاسدہ کا مجموعہ تھا، ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی، روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تھی، ایسے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بروز دوشنبہ ۹/ربیع الاول، ۲۲/اپریل ۵۷۱ء میں محمد عربی یتیم پیدا ہوئے، کیونکہ باپ کا انتقال پہلے ہی ہوچکا تھا، چھ سال کی عمر ہوئی تو ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا جو بچے کا سب سے پہلا مکتب اور تربیت گاہ ہوتی ہے، اب پرورش کی ذمہ داری دادا نے لی، لیکن دو سال بعد وہ بھی وفات پاگئے، گویا جب ہوش سنبھالا تو سارے دنیاوی سہارے ٹوٹ چکے تھے، پھر اپنے چچا ابو طالب کی آغوش تربیت میں آئے جو خود مفلس ونادار تھے، ماحول ایسا متعفن کہ فرشتہ صفت انسان بھی بہک جائے جب کہ وہ تو ایک معصوم بچہ، دل ان کا صاف اور سادہ لوح، اس پر جو لکھا جائے آسانی نقش ہوجائے، بقول اکبر مرحوم

یہ مثل سچ ہے کہ پڑ جاتا ہے صحبت کا اثر
آدمی کیا در و دیوار بدل جاتے ہیں

اس بچہ کو بھی ماحول کا بہت گہرا اثر قبول کرنا چاہئے تھا، لیکن تاریخ شاہد ہے کہ محمد عربی کا معاملہ اس کے بالکل برعکس رہا، ہر چیز میں خود اثر انداز ہوئے لیکن کبھی کسی شے کے اثر کو قبول نہیں کیا مراسم شرک سے ہمیشہ دور رہے، کبھی کسی بت کے آگے سر نہ جھکایا، جو بُرائیاں اس وقت کے معاشرہ میں رائج تھیں، ان کو کرنے کا خیال بھی کبھی نہیں آیا، دو ایک مرتبہ کسی بارات، یا افسانہ گوئی کی محفل میں شرکت کا ارادہ کیا، لیکن عین موقع پر نیند آگئی اور آنکھ اس وقت کھلی جب سارا کھیل ختم ہوچکا تھا، شرم وحیا جو اس وقت عنقا تھی اس کا یہ عالم کہ دیکھنے والوں نے گواہی دی کہ کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے، تمام اوصاف حمیدہ سے متصف، رشتوں کو جوڑنا، یتیموں، بے کسوں کی مدد کرنا، بیواؤں کی دیکھ بھال، مہمان نوازی، صلح جوئی، امانت داری، راست بازی، رحمت ورافت، عاجزی، انکساری، تواضع وکسرنفسی، امانت وصداقت تو خاص اوصاف تھے، قوم نے اسی مناسبت سے الصادق الامین کا لقب دیا تھا، بڑے بوڑھے بھی نام کے بجائے لقب سے پکارتے تھے۔

اپنی قوم وقبیلہ کے تمام رسم ورواج اور خرافات سے متنفر اور کوسوں دور لیکن جب بھی ان میں کسی کار خیر کی جھلک نظر آئی تو سب سے آگے، تعمیر کعبہ کے وقت جب حجر اسود کو رکھنے کے بارے میں قبیلوں کا اختلاف ہوا اور چار دن تک معاملہ حل نہ ہوسکا، لڑائی کی آگ دہک رہی تھی، آتش فشاں پھٹنے کو تھا کہ ایک بوڑھے کی اس رائے پر کہ جو کل سب سے پہلے یہاں آئے وہی اس کا فیصل ہوگا، بات کل پر ٹل گئی۔

اسے قسمت کی خوبی کہئے یا توفیقِ تقدیر، انہیں سب سے پہلے جو نظر آیا وہ وہی جوان تھا، جس کو انہوں نے الصادق الامین کا لقب دیا تھا، دیکھتے ہی سب نے ایک آواز ہوکر کہا ہٰذا الامین رضیناہ۔ امین۔ آ گیا ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں، اب حکم کا فیصلہ بھی دیکھئے، انہوں نے از خود حکم بنایا تھا، اگر چاہتے تو اس فضیلت سے کسی اور کو حصہ نہ دیتے، لیکن ان بوڑھے اور تجربہ کار سرداروں کے درمیان فہم وفراست کا کیسا بے نظیر فیصلہ کیا کہ چار دن کے مسئلہ کو منٹوں میں حل کرکے سب کو خوش کردیا چادر منگوائی، اپنے ہاتھ سے اس میں حجر اسود رکھا اور پھر ہر قبیلہ کے سردار سے چادر کا کنارہ پکڑوایا، سب نے تعمیل کی اور جب وہ جگہ آگئی جہاں اسے نصب کرنا تھا تو اسے اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر وہاں رکھ دیا۔

بہرحال قوم کے ہر کار خیر میں امداد ورہنمائی کی لیکن ان کی بُرائیوں سے ہمیشہ دور رہے، جب کہ ان بُرائیوں کو کرگزرنا قوم کی نگاہ میں نہ غلط تھا اور نہ ہی کوئی بُرائی اور نہ اس طرف کسی کی نگاہ اٹھتی تھی، کیونکہ ان کی نظر میں وہ بُرائی تھی ہی نہیں، لوگوں نے جن اچھائیوں کو بُرائیوں سے بدل دیا تھا، اس کو اچھائیوں سے بدلا، لوگوں کا بوجھ ہلکا کیا، مجبوروں، بے کسوں کی مدد کی، یتیموں کی غمخواری کی، معاش کے لئے تجارت کو اختیار کیا تاجر کی سب سے بڑی خوبی ایفائے عہد اور صفائی معاملات ہے، یہ خوبی پورے طور پر موجود تھی۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحماء کہتے ہیں کہ بعثت سے قبل میرا اور آپ کا خرید وفروخت کا معاملہ ہوا، معاملہ کچھ ہوگیا تھا کچھ باقی تھا، میں آپ سے یہ وعدہ کرکے کہ پھر آؤں گا چلا آیا، تین دن تک مجھے اپنا وعدہ یاد نہ آیا، تین دن کے بعد میں اس جگہ پہنچا تو

آپ کو منتظر پایا، آپؐ نے نہ تو مجھے سخت سست کہا اور نہ معاملہ کو ختم کیا اور نہ ہی آپ کی پیشانی پر بل آیا، صرف اتنا فرمایا کہ ''تم نے مجھے زحمت دی، تین دن سے میں یہیں ہوں'' انہیں جیسے ایک اور صاحب کی شہادت ہے کہ میرا اور آپ کا بارہا کاروباری واسطہ پڑا لیکن آپ نے ہمیشہ معاملہ کو صاف رکھا، دیانت داری اور امانت داری تو وصف خاص تھا، جس کی زندہ جاوید مثال حضرت خدیجہؓ کا آپ سے نکاح کرنا تھا، مکہ کی سب سے رئیس عورت جو مکہ کے امیروں اور رئیسوں کے پیغام نکاح کو ٹھکرا چکی تھی، صرف آپؐ کے اوصاف حمیدہ کو دیکھ کر از خود نکاح کا پیغام دیتی ہے اور اس یتیم و بے کس نوجوان کی بیوی بننا باعث فخر سمجھتی ہے، جب آپ کو پہلی وحی سے مشرف کیا گیا اور آپ خوفزدہ ہوئے تو آپ کے اخلاق کریمانہ کی ان الفاظ میں شہادت دیتی ہیں: ''آپ غم نہ کریں، اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا، کیونکہ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں، مجبوروں اور بے کسوں کی مدد کرتے ہیں، یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری فرماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں۔''

کمال حسن اور عالی نسب وحسب ہونے کے باوجود پچیس سال تک شادی نہیں کی اور تجرد کا یہ زمانہ جو عین جوانی کا تھا، کمال عفت وعصمت کے ساتھ گزرا اور جب شادی بھی کی تو ایک ایسی عورت سے جو دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھی، اور پھر جوانی کا سارا زمانہ (نکاح کے بعد پچیس برس تک) اسی ایک بیوہ عورت کے ساتھ گزارا۔

ایک انتہائی متعصب عیسائی مصنف ''سر ولیم میور'' جو اسلام اور پیغمبر اسلام کی قدح کرنے والوں میں سرفہرست ہے، اس کا کہنا ہے کہ ہماری تمام تصنیفات اور کتابیں (یعنی پوری عیسائی مشینری) محمدؐ کی چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی اور اعلیٰ اخلاق پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھیں سب متفق ہیں۔'' (لائف آف محمد بحوالہ سیرۃ النبی، ۱/۱۲۶)

یہ اپنوں کی نہیں، غیروں کی شہادت ہے اور اس طرح کی ایک نہیں ہزاروں شہادتیں ہیں، غرضیکہ آپ کا بچپن اور شباب دونوں بے داغ ہیں اور عرب کے فسق وفجور کے اس ماحول میں بے داغ جوانی اور پاکیزہ اخلاق بہت بڑی چیزیں تھیں کہ جن کے یہاں بُرائی کا تصور ہی نہیں تھا، یہی وجہ تھی کہ ابوبکر صدیقؓ اور حکیم بن حزام جیسی پاکیزہ اخلاق، بلند مرتبہ، عالی ہمت لوگ آپ کے خاص احباب تھے۔

دنیا کی کوئی قوم کیا کوئی ایسا قائد اور راہنما پیش کر سکتی ہے جس کی قائدانہ زندگی سے پہلے کی زندگی اپنے متعفن اور گندے ماحول میں ایسی صاف ستھری ہو؟ اگر کوئی ہے تو اسے محمد عربی کے دوش بدوش کھڑا کر کے دکھاؤ! ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک بھی کوئی ایک قائد اور راہنما دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

یہ حالت اس وقت کی ہے جب آپ نبی نہیں تھے، لیکن جب وحی الٰہی نے تربیت کی اور جبرئیل امین جس کی قدم بوسی کرتے ہوں، ان کے بلندیٔ مرتبہ کا اندازہ کون کر سکتا ہے جو انسانوں میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، جس نے لوگوں کی امانتوں میں کبھی خیانت نہیں کی، جو چالیس سال تک مراسم شرک سے کوسوں دور رہا، جس نے بُرائیوں کو اچھائیوں سے بدلا، کیا وہ اللہ کے معاملہ میں جھوٹ بول سکتا ہے، اس پر بہتان لگ سکتا ہے، اس کی امانت میں جس کا پہنچانے والا بھی طاقتور، روح الامین، سید الملائکہ ہو خیانت کر سکتا ہے، کیا وہ شرک اور غلط رسم ورواج کی تبلیغ کر سکتا ہے؟ عقل کہتی ہے کہ نہیں اور تجربہ بھی کہتا ہے کہ نہیں، اس کے بعد بھی اگر کوئی چمگادڑ کا رویہ اپنائے تو اس کا کیا علاج: ''لوم الخفاش لایعیب الشمس'' ... چمگادڑ کی بدگوئی سے سورج پر کوئی عیب نہیں آسکتا... محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں یہ عجیب خصوصیت ہے کہ اس سے معاشرہ کا ہر فرد ہدایت پا سکتا ہے، شہری بھی، دیہاتی بھی، فقیر بھی، بادشاہ بھی، غلام بھی، یتیم و بے کس بھی، بچے بھی، بوڑھے بھی، عورتیں بھی، مرد بھی، تاجر بھی اور مزدور بھی، طاقتور بھی اور کمزور وناتواں بھی، بس شرط یہ ہے کہ وہ ہدایت اور حق کا طلب گار ہو۔ ☆☆

کمالات نبوت ختم ہیں حضرت محمد ﷺ پر

مولانا امام علی دانش

خدا کی بندگی کا لطف ہرگز پا نہیں سکتے	رسول اللہؐ کی سنت کو جو اپنا نہیں سکتے
مدینہ کے گلی کوچے بسے ہیں جس کی نظروں میں	کسی گلشن کے گل بوٹے اسے بہلا نہیں سکتے
ہزاروں بولہب آئیں، ہزاروں بوجہل آئیں	غلامانِ محمدؐ کو کبھی بہکا نہیں سکتے
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کو چھوڑنے والے	نبیؐ کے پاک دامن کی ہوا بھی پا نہیں سکتے
عرب کے چاند سے نور ہدایت مل گیا جن کو	وہ باطل کے اندھیروں سے کبھی گھبرا نہیں سکتے
کمالات نبوت ختم ہیں حضرت محمدؐ پر	کسی کے پاس جبریل امینؑ اب آ نہیں سکتے
امام الانبیاء معراج کی شب اس جگہ پہنچے	جہاں روح الامینؑ جیسے ملک بھی جا نہیں سکتے

رسول اللہؐ سے جن کو محبت ہے عقیدت ہے
وہ ان کے حکم کو دانشؔ کبھی ٹھکرا نہیں سکتے

موجودہ خوفناک اور خطرناک حالات کے لئے

مدنی وظیفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اما بعد:

شب جمعۃ المبارک ۸ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ کو مدینہ منورہ میں ایک متبع سنت سید بزرگ کو حضور اقدس رحمۃ للعالمین ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے محبوب ”حسین احمد مدنی“ کے وظیفہ (درود شریف تُنَجِّیْنَا) کو خوب پھیلائیں۔ خصوصاً پاکستان میں جو حالات ہیں اس کے لئے خصوصی اہتمام سے یہ وظیفہ پڑھیں۔۔۔اس وظیفہ کو اپنے حلقہ اور عوام میں پھیلائیں۔“

صَلٰوۃ تُنَجِّیْنَا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً

اے اللہ تو ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ پر اور ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد ﷺ کی اولاد پر رحمت نازل فرما

تُنَجِّیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ

ایسی رحمت کہ جس کے ذریعے تو ہمیں سارے خطرات اور آفتوں سے نجات عطا فرمائے اور جس کے ذریعے تو ہماری ساری ضرورتوں کو پورا کرے

وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ

اور جس کے ذریعے تو ہمیں سارے گناہوں سے پاک کرے اور جس کے ذریعے تو ہمارے درجوں کو اپنے ہاں بلند کرے

وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ

اور جس کے ذریعے تو ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد کی ساری بھلائیوں کے منتہائے مقاصد تک پہنچا دے

اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

بے شک تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

☆ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ آفات سے حفاظت کے لئے یہ وظیفہ بعد عشاء ۷۰ بار پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام)

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک نیک صالح بزرگ حضرت ”موسیٰ ضریر“ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ”فضائل درود شریف“ میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں ”کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی اس حالت میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو یہ درود (تُنَجِّیْنَا) تعلیم فرمایا کہ جہاز والے اس کو پڑھیں جس کے پڑھنے سے جہاز ڈوبنے سے بچ گیا۔“

اس درود شریف کا کثرت سے پڑھنا اور مکان میں چسپاں کرنا تمام امراض وبائیہ، ہیضہ وطاعون وغیرہ سے حفاظت کے لیے مفید اور مجرب ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان بخشتا ہے۔ (خوب پڑھیں، خوب پھیلائیں اور نجات پائیں)۔

☆ محتاج دعا: محمد عزیز الرحمٰن ہزاروی عفی عنہ حال مسجد الحرام مکہ مکرمہ، خادم: ”دارالعلوم زکریا“ بستی انوار مدینہ (ترنول) اسلام آباد

0300-5086506

zakria.aziz@yahoo.com

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ

مولانا حسین احمد

یوں تو سارے انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ عظیم ہے کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے سب ہی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے جو گناہوں سے پاک تھے، جس پیغام کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا، اس کو احسن طریقے پر امانت و دیانت کے ساتھ پہنچانے والے تھے، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہ لانے والے تھے۔

پھر ان انبیاء علیہم السلام میں سے جیسے اولوالعزم پیغمبروں کی ثبات قدمی، قوم کی دشمنی کے باوجود قوم کی ہمدردی جاننے کے قابل ہے، لیکن سارے پیغمبروں کے بعد آنے والے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مرتبہ اور مقام ملا وہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے اپنے آخری نبی کی تائید اور نصرت کا وعدہ لیا، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتٰب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ، قال ء اقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری، قالوا اقررنا، قال فاشھدوا وانا معکم من الشٰھدین فمن تولیٰ بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔“

ترجمہ: ”اور جب اللہ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب و حکمت دی، پھر آئے تمہارے پاس رسول کہ سچا بتائے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے؟ اور اس کی مدد کروگے؟ فرمایا: کیا تم نے اقرار کرلیا؟ اور اس شرط پر میرا عہد قبول کرلیا؟ بولے: ہم نے اقرار کیا، فرمایا: تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، پھر جو کوئی پھر جاوے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں نافرمان۔“

واقعہ معراج:

دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آئے، اللہ تعالیٰ نے جتنے جی کسی کو معراج نہیں کرائی، صرف ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابوطالب، زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور طائف کے دشوار اور تکلیف دہ سفر کے بعد اللہ نے معراج کرائی۔ ہوا یوں کہ لیلۃ الاسرا (اسرا کی رات) میں حضرت جبریل علیہ السلام جنت سے ایک سواری (براق) لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساتھ چلنے کے لئے کہا، سب سے پہلے آپ بیت اللہ تشریف لائے، اس کے بعد بیت المقدس کے لئے سواری پر سوار ہوئے، سواری اتنی تیز رفتار تھی کہ تا حد نگاہ اس کا ایک قدم تھا۔

آنحضرت ﷺ بیت المقدس میں:

آپ علیہ السلام جب اس براق پر سوار تھے تو اللہ رب العالمین کی طرف سے بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کرایا گیا، آپ بیت المقدس پہنچے، جبریل امین نے آپ کی سواری کو ایک چٹان سے باندھ دیا، جہاں انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ میں سواری باندھا کرتے تھے، اس کے بعد آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے، اللہ رب العالمین نے تمام انبیاء کی ارواح کو جمع فرمادیا، بعض علما فرماتے ہیں کہ انبیاء کے اجسام بھی موجود تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”ہم (تمام انبیاء) نے صفیں بنائیں اس کا انتظار تھا کہ کون امام بنے؟ جبریل امین میرا ہاتھ پکڑ کر آگے لے آئے، میں نے نماز پڑھائی، جس سے معلوم ہوا کہ آپ امام الانبیاء ہیں۔“

دودھ کی فضیلت:

جب آپ نماز سے فارغ ہوکر بیت المقدس سے باہر نکلے تو آپ کی خدمت میں تین پیالے پیش کئے گئے: ایک پانی کا، ایک دودھ کا، ایک شراب کا، آپ نے دودھ کا پیالہ اختیار کیا، اس پر جبریل علیہ السلام نے فرمایا: آپ کی راہنمائی کی گئی فطرت کی طرف، اگر آپ شراب اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہوجاتی اور اگر آپ پانی اختیار کرتے تو آپ کی امت غرق ہوجاتی۔

نبی پاک ﷺ آسمانوں میں:

اس کے بعد آسمان سے ایک سیڑھی لائی گئی، جس پر چڑھ کر آپ پہلے آسمان پر پہنچے، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دوسرے پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے، تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے، پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر:

آسمانوں سے اوپر اور ملاء اعلیٰ سے نیچے ایک مقام ہے، جس کو سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے، یہاں پر جنت الماویٰ ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ''عند سدرۃ المنتھیٰ عندھا جنۃ الماویٰ'' آپ علیہ السلام کو شب معراج میں وہاں لایا گیا، یہ وہ مقام ہے جہاں دنیا سے جانے والی ہر چیز منتہی ہوجاتی ہے، پھر ملاءِ اعلیٰ کی طرف منتقل ہوتی ہے، اسی طرح ملاءِ اعلیٰ سے آنے والی چیز یہاں منتہی ہوکر دنیا کی طرف اترتی ہے، اسی مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت میں دیکھا۔

حضور ﷺ نے بیت المعمور دیکھا:

بیت المعمور آسمانوں میں فرشتوں کا خانہ کعبہ ہے، جس کا ہر وقت ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں، کثیر تعداد کی وجہ سے جو فرشتہ ایک مرتبہ طواف کرلے اس کو قیامت تک باری نہ ملے گی، بیت المعمور دنیا کے خانہ کعبہ کے بالکل اوپر ہے۔

شب معراج میں آپ کو اور آپ کی امت کو پانچ نمازوں اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتوں کا تحفہ دیا گیا، نبی کو عرش معلی سے بھی بلند نعمتیں نصیب ہوئیں، اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ شرف ہم کلامی ملا، آپ کو بارگاہ ایزدی میں پیش کرنے کے لئے کلمات القاء کئے گئے، چنانچہ حضرت نے مبدأ فیاض کی بارگاہ بے مثل میں عرض کیا: ''التحیات للہ والصلوٰت والطیبات'' تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے واسطے ہیں، اس پر اللہ رب العالمین کی طرف سے ارشاد ہوا: ''السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، آپ نے عرض کیا: ''السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین'' سلام ہم سب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، جبریل امین نے کہا: ''اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ'' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

حضور ﷺ کی خصوصی شفاعت کبریٰ:

قیامت کے ہولناک دن میں دنیا کے تمام اگلے پچھلے لوگ جمع ہوں گے اور قیامت کی ہولناکی اور وحشت سے پریشان ہوکر فیصلہ کریں گے کہ اللہ کے حضور کسی سے سفارش کرائی جائے تاکہ حساب و کتاب شروع ہو۔ چنانچہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوگا: کیوں نہ انبیاء کی خدمت میں جائیں اور ان سے اللہ کے حضور سفارش کروائیں۔

اب سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، عرض کریں گے: آپ سب سے پہلے نبی ہیں، اللہ نے آپ کو اپنا خلیفہ بنایا، سارے انسان آپ کی اولاد ہیں، اس لئے اللہ کے حضور ہماری سفارش کیجئے تاکہ حساب و کتاب شروع ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں یہ کام نہیں کرسکتا، اگر اللہ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ جنت کا وہ درخت کیوں کھایا تھا تو میں کیا جواب دوں گا؟ آپ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں، ان سے سفارش کروائیں، لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہی درخواست کریں گے، نوح علیہ السلام فرمائیں گے: میں یہ کام نہیں کرسکتا، اگر اللہ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ بیٹے کے لئے دعا کیوں کی تھی، تو میں کیا جواب دوں گا؟ آپ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں، لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، ان سے سفارش کے لئے عرض کریں گے، حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں یہ کام نہیں کرسکتا، اگر اللہ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ تم نے بیوی کو بہن کیوں کہا تھا تو میں کیا جواب دوں گا؟ آپ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں اور سفارش کی درخواست کریں، لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے سفارش کی درخوست کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں یہ کام نہیں کرسکتا، اگر اللہ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ قبطی کو کیوں قتل کیا تھا تو میں کیا جواب دوں گا؟ آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں اور ان سے درخواست کریں، لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے، عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں یہ کام نہیں کرسکتا، اگر اللہ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ لوگوں نے تمہاری اور تمہاری والدہ کی عبادت کیوں کی تو میں کیا جواب دوں گا؟ آپ لوگ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور ان سے درخواست کریں، لوگ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈیں گے، آپ کی تلاش میں چالیس سال گزر جائیں گے، آپ لوگوں کے انتظار میں کھڑے ہوں گے، لوگ عرض کریں گے: ہم تو اتنے انبیاء کے پاس گئے ہیں، آپ ہماری سفارش کردیں کہ اللہ رب العزت حساب و کتاب شروع فرمادیں، آپ مقام محمود پر تشریف لے جائیں گے، حدیث میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں سجدے میں اللہ کی حمد وثنا کروں گا اور اللہ وہ القاء کریں گے جو میں خود نہیں جانتا، اس کے بعد ارشاد خداوندی ہوگا: ہاں میں حساب شروع کرتا ہوں، اللہ رب العزت آخری نبی کی سفارش کو قبول فرمائیں گے اور حساب و کتاب شروع ہوجائے گا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سفارش امت محمدیہ امم سابقہ اور کفار و مسلمین سب کے لئے عام ہوگی۔

اندازہ لگایئے! ہم اور آپ جس نبی کے امتی ہونے کا محض زبان سے دعویٰ کرتے ہیں اور آپ کی سنتوں کو چھوڑ کر بدعات کی پیروی کرتے ہیں، اس نبی کا کتنا بڑا مقام ہے؟ اللہ رب العزت ہمیں اس کی قدر دانی نصیب فرمائے کہ ہم آپ سے سچی محبت کریں اور آپ کی سنتوں کو زندہ کریں۔ ☆☆☆

آدابِ طعام

قاضی اختر حسین

کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونا:

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا علم الجراثیم کی دریافت سے قبل اتنی اہمیت کا حامل نہیں تھا، جتنا کہ آج ہے، تاکہ عملی زندگی میں کام کے دوران مختلف چیزوں کو اٹھانے، رکھنے کے دوران جو جراثیم ہاتھ پر لگ جائیں وہ ہاتھ دھونے سے ختم ہو جاتے ہیں اور بغیر دھلے گندے ہاتھوں سے کھانا کھاتے دیکھ کر بعض اوقات کراہت بھی ہوتی ہے، جب کہ چودہ سو سال قبل ہی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا باعث برکت ہے، میں نے یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپؐ نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ منہ دھونا (یعنی کلی کرنا) باعث برکت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی رات کو اس حال میں سو جائے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کا اثر اور اس کی بو ہو اور اس کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچ جائے، کوئی کیڑا کاٹ لے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے (اس لئے ہاتھ دھو لینے میں ہی بہتری ہے)۔
(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

کھانے کے بعد ہاتھ پونچھ لینا:

سیدنا عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے، کسی شخص نے آپ کی خدمت میں روٹی اور گوشت لا کر پیش کیا، آپؐ نے مسجد میں ہی تناول فرمایا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تناول کیا اور آپؐ کے ساتھ ہم نماز میں کھڑے ہو گئے اور اس وقت اس سے زیادہ ہم نے کچھ نہیں کیا کہ اپنے ہاتھ بس مسجد میں بچھے ہوئے پتھروں سے پونچھ لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی فوری فراہم نہ ہو تو صرف ہاتھ پونچھنے پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے، جس کے لئے آج کل ٹشو پیپر وغیرہ بھی استعمال ہوتا ہے، یا دستی رومال، تولیہ وغیرہ بھی استعمال ہو سکتا ہے، مقصد صفائی ستھرائی ہے۔

کھانے سے قبل اللہ کا ذکر:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو چاہئے کہ اللہ کا نام لے، بسم اللہ پڑھے اور اگر بھول جائے تو بعد میں جب یاد آئے تو "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ" پڑھے۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، شیطان اس کو اپنے لئے جائز کر لیتا ہے۔ (رواہ مسلم)

کھانا اپنے سامنے سے کھایا جائے:

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش شفقت میں پرورش پا رہا تھا، اس وقت کھانے میں میرا ہاتھ پلیٹ میں ہر طرف چلتا تھا تو اللہ کے رسول نے مجھے نصیحت فرمائی کہ: "اللہ کے نام سے کھانا شروع کرو، اپنے سامنے سے اور داہنے ہاتھ سے

نبوت ہی نہیں ختم نبوت کے ہو تمؐ حامل

حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ عارف
(سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

تو ہے وہ نقطۂ انوارِ فیضانِ خداوندی
کہ جس سے نور ساماں ہے فضائے بزمِ امکانی

بنے اگلے نبی تجھ سے ہوئے پچھلے ولی تجھ سے
ترے ہی فیض سے ارزاں ہوئی شاہوں کو سلطانی

مقاماتِ عروجِ روح تم سے ہیں نہ تم ان سے
ہے سورج خود سے روشن اور شعاعیں اس سے نورانی

نبوت ہی نہیں ختم نبوت کے ہو تمؐ حامل
ستارے انبیاء ہیں اور تمؐ ہو مہر نورانی

زمینی طاقتوں کا منتہا ہے ایٹمی ذرہ
خدائی طاقتوں کا منتہا ہے ذات نورانی

کمالات نبوت ختم ہیں ذات مقدس پر
نہ ہو ختم زمانی کیوں نہ پھر طغرائے پیشانی

براق برق پا تختِ رواں تھا ذات اقدس کا
قدم کیا لیتا آ کر مجمد تختِ سلیمانی

کھاؤ۔‘‘ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

کھانا زیادہ گرم نہ کھایا جائے:

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا یہ طریقہ تھا کہ جب کھانا پکا کر ان کے پاس لایا جاتا تو وہ ان کے حکم سے اس وقت تک ڈھکا رہتا کہ اس کی گرمی کا جوش اور تیزی ختم ہو جاتی (اس کے بعد وہ کھایا جاتا) اور وہ فرمایا کرتی تھیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہ کھانا زیادہ باعث برکت ہوتا ہے۔ (مسند دارمی)

کھانا برتن کے اطراف سے کھایا جائے، بیچ میں سے نہیں:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید سے بھری ہوئی ایک لگن آئی، آپ ؐ نے فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور بیچ میں ہاتھ نہ ڈالو، کیونکہ برکت بیچ میں نازل ہوتی ہے۔ (جامع ترمذی)

کھانے کی پلیٹ کو صاف کرلیا جائے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ (کھانے کے بعد) انگلیوں کو چاٹ لیا جائے، پلیٹ (برتن) کو صاف کرلیا جائے اور فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ کھانے کے کس ذرہ اور کس چیز میں برکت کا خاص اثر ہے۔ (صحیح مسلم)

گرا ہوا لقمہ اٹھا کر کھالیا جائے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے ہر کام کے وقت، یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی شیطان تم میں سے ہر ایک کے ساتھ رہتا ہے، لہٰذا جب کھانا کھاتے وقت کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس کو چاہئے کہ اس کو صاف کرکے کھائے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو انگلیوں کو چاٹ لے۔ (صحیح مسلم)

کسی کھانے کو بُرا نہیں بتانا چاہئے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر مرغوب ہوا تو تناول کرلیا اور نامرغوب ہوا تو کھانا چھوڑ دیا۔

جوتا اتار کر کھانا کھانا چاہئے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اپنے جوتے اتار دیا کرو، اس سے تمہارے پاؤں کو زیادہ راحت ملے گی۔

کھانا ٹیک لگا کر نہیں کھانا چاہئے:

سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر یا کسی چیز کے سہارے بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتا۔

پانی ایک سانس میں نہ پیا جائے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اونٹ کی طرح ایک سانس میں پانی نہ پیا کرو، بلکہ دو یا تین سانس میں پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھ کر پیا کرو اور جب پی چکو اور برتن سے منہ ہٹالو تو اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرو۔ (بخاری و مسلم)

کھانے کھانے کے بعد اللہ کی حمد:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اس عمل سے بہت خوش ہوتا ہے کہ وہ جو کچھ کھائے اور اس پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرے اور جو کچھ پیئے اس پر اللہ کی حمد اور شکر ادا کرے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

☆☆......☆☆

مسمات شبانہ کوثر کا قبولِ اسلام

نواب شاہ... محترمہ شبانہ کوثر نے ۶/ جنوری ۲۰۱۰ء کو جامعہ دارالعلوم نواب شاہ میں حاضر ہوکر قادیانیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا، جس کی تصدیق کرتے ہوئے جامعہ کی طرف سے تحریر لکھ دی گئی ہے کہ:

تصدیق کی جاتی ہے کہ مسمات شبانہ کوثر زوجہ خلیل احمد آرائیں سانگھڑ روڈ نواب شاہ عمر ۳۰ سال نے بحالت عاقلہ و بالغہ ہونے کے اپنے سابق مذہب قادیانی (مرزائی) سے توبہ کی ہے اور کلمہ حق پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لائی ہے اور اس نے اقرار کیا ہے کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال، کذاب اور جھوٹا مانتی ہوں اور اس کے تمام ماننے والوں کو گمراہ اور کافر مانتی ہوں۔

لہٰذا ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے گزارش کرتے ہیں کہ مسمات شبانہ کو آئندہ مسلمان سمجھیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں والا سلوک کریں۔

دستخط و مہر

تفسیر خاتم النبیین

شیخ محمود الحسن

اللہ رب العزت نے اس دنیا کو دارالعمل بنایا اور انسان کو اس دنیا میں مختصر وقت کے لئے بھیجا اور اس مختصر وقت میں اس امتحان کی تیاری کرنی ہے، جس امتحان کا نتیجہ قیامت کے دن نکلے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”کل نفس ذائقة الموت
وانما توفون اجورکم یوم القیمة
فمن زحزح عن النار وادخل الجنة
فقد فاز...الخ۔“

ترجمہ: ”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش قیامت ہی کے روز ملے گی، تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا، سو پورا کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں، مگر صرف دھوکے کا سودا ہے۔“

(ترجمہ از بیان القرآن)

یعنی اس دنیا کو دارالامان اور دارالعمل بنایا ہے، اس میں کسی کی کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ نہیں ہوگا مرنے کے بعد جب دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو ایک دن اللہ تعالیٰ نے جزا (بدلہ) کے لئے مقرر فرمایا ہے، اس دن کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ ہوگا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جب کوئی شخص کسی امتحان کی تیاری کرتا ہے تو اس کے لئے کسی ٹیچر اور راہنما کی ضرورت پڑتی ہے اور جس مضمون کا وہ امتحان دے رہا ہوتا ہے، اس کا مکمل نصاب بھی ضرور پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس امتحان کی تیاری اور انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ جو سلسلۂ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا، وہ سلسلہ نبوت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا، آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا رسول اور نبی نہیں آئے گا۔

اس کی تائید میں قرآن مجید فرقان حمید کی ۹۹ آیات اور ۲۱۰ احادیث، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا واضح ثبوت ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

”ماکان محمد ابا احد من
رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم
النبیین وکان اللہ بکل شی علیما۔“

ترجمہ: ”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔“

(ترجمہ از بیان القرآن)

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر:

ہم سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ لفظ ”ختم“ کا کیا ترجمہ و تفسیر کرنی چاہئے؟ کیونکہ لفظ ”ختم“ کا مادہ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱:... ”ختم اللہ علی قلوبهم۔“
(البقرہ:۷)

ترجمہ: ”بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر۔“ (ترجمہ از بیان القرآن)

۲:... ”ختم علی قلوبکم۔“
(الانعام:۴۶)

ترجمہ: ”تمہارے دلوں پر مہر کردے۔“ (ترجمہ از بیان القرآن)

۳:... ”وختم علی سمعه وقلبه۔“ (الجاثیہ:۲۳)

ترجمہ: ”اور خدائے تعالیٰ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگادی ہے۔“
(ترجمہ از بیان القرآن)

۴:... ”الیوم نختم علی افواههم۔“ (یٰسین:۶۵)

ترجمہ: ”آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے۔“ (ترجمہ از بیان القرآن)

۵:... ”فان یشاء اللہ یختم علی قلبک۔“ (الشوریٰ:۲۴)

ترجمہ: ”سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگادے۔“
(ترجمہ از بیان القرآن)

۶:... ”رحیق مختوم۔“
(المطففین:۲۵)

ترجمہ: ”شراب خالص سربمہر۔“
(ترجمہ از بیان القرآن)

۷:... ”ختامه مسک۔“
(المطففین:۲۶)

ترجمہ: ”جس پر مشک کی مہر ہوگی۔“
(ترجمہ از بیان القرآن)

ان ساتوں مقامات کے سیاق وسباق کو دیکھ لیں کہ ختم کا لفظ جہاں کہیں بھی استعمال ہوا ہے، ان تمام مقامات میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے

طور پر بند کرتا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل بھی نہ ہو سکے اور اندر سے کوئی چیز باہر بھی نہ نکالی جاسکے، وہاں پر ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر:

ویسے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سو دس احادیث مبارکہ ختم نبوت کے بارے میں بیان فرما کر ختم نبوت کے مسئلہ کو روز روشن کی طرح واضح فرما دیا، لیکن طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے ذیل میں چند احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱:... ’’انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۱۰۷)

ترجمہ: ’’میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے، جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔‘‘

۲:... ’’انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔‘‘ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: ’’میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘

۳:... ’’عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔‘‘ (ترمذی، ج:۲، ص:۲۰۹)

ترجمہ: ’’حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتے۔‘‘

اللہ رب العزت نے جو بے شمار انعام و اکرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہم پر نازل فرمائے ہیں، انہی میں سے ایک امتیازی فضیلت اجماع امت ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علماء مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کرلیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب اور واجب التعمیل ہوگا، جیسے قرآن و حدیث کے شرعی احکام۔

اسی بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ مبارکہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ’’لن تجتمع امتی علی الضلالۃ‘‘ یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ذیل میں ختم نبوت کے بارے میں اجماع امت کے چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں:

ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

۱:... ’’دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کفر بالاجماع۔‘‘ (شرح فقہ اکبر، ص:۲۰۲)

ترجمہ: ’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔‘‘

۲:... حجۃ الاسلام امام غزالیؒ ’’الاقتصاد‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

’’بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے، پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔‘‘ (الاقتصاد فی الاعتقاد، ص:۱۲۳)

۳:... علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ:

’’اور سب سے پہلے اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا ہے، وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرامؓ کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا جیسا کہ ابن خلدونؒ نے نقل کیا ہے۔‘‘ (خاتم النبیین مترجم، ص:۱۹۷)

مختصر یہ کہ مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کی آیات، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس لئے ماننے اور سمجھنے والے شخص کے لئے یہ مختصر سی بحث بھی کافی ہے اور جس کے مقدر میں ہدایت نہ ہو اس کے لئے اگر کتابوں کے انبار بھی لگادیے جائیں پھر بھی وہ نہیں مانے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن فرمائے اور گمراہی سے اپنی پناہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

مصیبت اور رحمت

ایک خان صاحب نے ایک جولا ہے سے براہ تمسخر پوچھا کہ: میاں جی کیا کررہے ہو؟ کہنے لگا کہ: خدا کا شکر کررہا ہوں کہ مجھ کو ’’خان صاحب‘‘ نہ بنایا، کسی غریب پر ظلم کرتا اور دوزخ میں جاتا، خان صاحب چپ ہی تو رہ گئے، حقیقت میں خدا کی یہ بھی بڑی رحمت ہے کہ گناہ کا سامان ہی نہ دے۔

آنکس کہ تو نگرت نمی گرداند
او مصلحت تو از تو بہتر داند

مرسلہ: محمد اجمل، سکھر

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

زیر سرپرستی:
مخدوم العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مہمان خصوصی
صاحبزادہ مولانا سید محمد سلیمان یوسف بنوری
رکن مرکزی مجلس شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
نائب مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

زیر صدارت:
پیر طریقت حضرت مولانا
سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

سیرۃ خاتم الانبیاء کانفرنس

تلاوت:
استاذ القراء حضرت مولانا
احسان اللہ نقشبندی
کراچی

خصوصی خطاب:
شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام
حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت مولانا قاضی
احسان احمد مدظلہ
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کراچی

نقابت:
مولانا محمد اسحاق
نعت شریف:
حافظ عبدالقادر
کراچی

پہلا پروگرام	دوسرا پروگرام	تیسرا پروگرام	چوتھا پروگرام	پانچواں پروگرام
21 فروری 2010ء	22 فروری 2010ء	23 فروری 2010ء	24 فروری 2010ء	25 فروری 2010ء
بروز اتوار، بعد نماز عشاء	بروز پیر، بعد نماز عشاء	بروز منگل، بعد نماز عشاء	بروز بدھ، بعد نماز عشاء	بروز جمعرات بعد نماز عشاء
بمقام: جامع مسجد طیبہ	بمقام: جامع باب رحمت	بمقام: جامع مسجد مریم	بمقام: جامع مسجد گلشن جامی	بمقام: جامع مسجد المصطفیٰ
سیکٹر 3، میٹروول سائٹ کراچی	شادمان ٹاؤن نمبر 2	مفتی محمود اسٹریٹ منظور کالونی	ماڈل کالونی، کراچی	پاکستان مارکیٹ، اسٹیل ٹاؤن کراچی

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی
فون: 021-32780337
فون: 021-34234476

سلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

تحفظ ختم نبوت زندہ باد

حضرت مولانا **عبدالصمد ہالیجوی** صاحب دامت برکاتہم

یادگار اسلاف حضرت مولانا **عزیز الرحمٰن جالندھری** صاحب دامت برکاتہم

تاریخی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

قاسم پارک سکھر

بتاریخ **14 مارچ 2010** بروز **اتوار** بعد از نماز **مغرب**

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم المشائخ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر

071-5625463

0300-8310931

0302-3623805